(صرف احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لیے)

ماہنامہ

انصاراللہ

ایڈیٹر: احمد طاہر مرزا

جولائی 2012ء وفا 1391 ہش

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے عالمی لیڈروں کے نام خطوط

اس شمارے میں

1974ء کی قومی اسمبلی کی کارروائی پر ایک نظر

- فضائل وبرکات درود شریف
- میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا
- ایمان کی مضبوطی اور ہدایت کی دعا
- صبر اور رضا کے فوائد
- آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
- دعائیں میرے بزرگوں کی

''ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایسی حالت میں جب تک دعاؤں کی طرف توجہ نہیں کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے نشان نہیں مانگیں گے اُس وقت تک وہ کامیابیاں ہمیں نظر نہیں آئیں گی''

ہمارے ناصر بھائی مکرم طارق احمد صاحب

ابن مکرم مبارک احمد صاحب آف چک **93/TDA** ضلع لیہ جنہیں **17** رمئی **2012**ء کو بعمر **41** سال راہ مولیٰ میں قربان کر دیا گیا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 25 مئی کے خطبہ جمعہ میں مکرم طارق احمد صاحب کے بارہ میں فرمایا:

''17 رمئی 2012ء کو طارق صاحب سودا سلف لینے کیلئے کہروڑ ضلع لیہ میں گئے اور...... فون پر رابطہ کرنے کی کوشش کی، کوئی رابطہ نہیں ہو سکا۔...... کچھ نامعلوم افراد نے اغواء کرلیا اور کسی نامعلوم جگہ پر لے گئے...... اور شدید تشدد کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ تشدد کے دوران مرحوم کا ایک پاؤں بھی توڑ دیا۔ ایک کندھا اور پسلیاں بھی توڑی ہوئی تھیں۔ دونوں گھٹنوں پر کیلوں کے نشان تھے۔ آنکھ پر بھی بڑی کاری ضرب تھی۔ سر پر بھی بے انتہا تشدد تھا اور تشدد کے بعد پھر سر پر انہوں نے فائر کیا اور ان کو شہید کر دیا...... پھر اس کے بعد ایک ڈرم میں ڈال کر راجن شاہ میں نہر میں پھینک دیا...... اُن کے کپڑوں سے اور اَور نشانیوں سے لواحقین نے پہچانا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان دشمنوں کو بھی جلد عبرت کا نشان بنائے اور احمدیت کے حق میں بڑے واضح نشانات ظاہر فرمائے اور جلد ظاہر فرمائے۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایسی حالت میں جب تک دعاؤں کی طرف توجہ نہیں کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے نشان نہیں مانگیں گے اُس وقت تک وہ کامیابیاں ہمیں نظر نہیں آئیں گی جن کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔''

(خطبہ جمعہ 25 مئی 2012ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 15 تا 21 رجون 2012ء)

مجالس کی مساعی

سالانہ ریفریشر کورس ضلع ساہیوال

سالانہ ریفریشر کورس ضلع ننکانہ صاحب

جلسہ سالانہ جرمنی 2012ء کے مناظر

جلسہ سالانہ جرمنی 2012ء کے مناظر

ماہنامہ
انصاراللہ
احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کیلئے

وفا 1391 ہش جولائی 2012ء/جلد 53/شمارہ 7
ایڈیٹر: احمد طاہر مرزا

فہرست

اداریہ	4	فضائل و برکات درود شریف	21
القرآن الکریم	7	74ء کی قومی اسمبلی کی کارروائی پر ایک نظر	25
درس حدیث	8	بچوں کی نگہداشت	32
امام الکلام	9	دعائیں میرے بزرگوں کی (منظوم)	35
فارسی منظوم کلام	10	وقت کی قدر و منزلت	36
اردو منظوم کلام	11	اخبار مجالس	39
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے عالمی لیڈروں کے نام خطوط	12	جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے خواشمند	42
سفارشات مجلس شوریٰ 2012ء	19		

"جماعت احمدیہ تو ہمیشہ کی طرح آج بھی اس تمام فساد کا جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے ایک ہی حل پیش کرتی ہے کہ خیرِ اُمّت بننے کیلئے ایک ہاتھ پر جمع ہو کر، دنیا کے دل سے خوف دور کر کے اُس کیلئے امن، پیار اور محبت کی ضمانت بن جاؤ۔ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر کے اپنی دنیا و آخرت سنوارنے والے بن جاؤ۔ اس یقین پر قائم ہو جاؤ کہ خدا تعالیٰ اب بھی جسے چاہے کلیم بنا سکتا ہے تا کہ خیرِ اُمّت کا مقام ہمیشہ اپنی شان دکھاتا رہے۔ یہ سب کچھ زمانے کے امام سے جُڑنے سے ہوگا۔ اور یہی ایک ذریعہ ہے جس سے (مومنوں) کی حالت بھی سنورے گی۔"

(خطبہ جمعہ 25/فروری 2011ء بمقام بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

نائبین: ○ ریاض محمود باجوہ ○ مبشر احمد خالد ○ نوید مبشر شاہد

فون نمبر 047-6212982۔ فیکس 047-6214631 موبائل نمبر مینیجر (0336-7700250)

ای میل magazine@ansarullahpk.org:ansarullahpakistan@gmail.com

قائد اشاعت quaid.ishaat@ansarullahpk.org

پبلشر: عبدالمنان کوثر پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ کمپوزنگ و ڈیزائنگ: فرحان احمد ذکاء

مقام اشاعت: دفتر انصاراللہ دارالصدر جنوبی، چناب نگر (ربوہ) مطبع: ضیاء الاسلام پریس

شرح چندہ پاکستان سالانہ 200: روپے۔ قیمت فی پرچہ: 20 روپے

اداریہ

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے

جلسہ سالانہ جرمنی 2012ء اور اس کے بعد کے خطبات میں ایک بار پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے عالمی طاقتوں کو تیسری بڑی عالمگیر تباہی سے بچنے کیلئے اپنا کردار ادا کرنے کی تلقین فرمائی۔ عالمگیر قیام امن کے سلسلہ میں حضرت امام جماعت احمدیہ عالمگیر گزشتہ چند سالوں سے بالخصوص دنیا کی بڑی بڑی قیادتوں اور سرکردہ لیڈروں کو اپنی اپنی ذمہ داریاں نبھانے کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ حضرت امام جماعت احمدیہ عالمگیر نے خطبات، خطابات، لیکچرز، پیغامات اور خطوط کے ذریعے عالمی قیادتوں کو متنبہ کیا ہے کہ اگر ان اقوام اور عالمی لیڈروں نے انسانیت کی بقا کی خاطر اپنی ذمہ داریوں کا احساس نہ کیا تو ساری دنیا کا امن متاثر ہوسکتا ہے اور بڑے پیمانے پر عالمگیر تباہی آسکتی ہے جس سے کروڑوں انسان متاثر ہوسکتے ہیں۔ اگر ایٹمی طاقتوں نے اپنے کبر، خودسری اور رعونت کے بت نہ توڑے تو یہ عالم تیسری عالمگیر جنگ کی لپیٹ میں آسکتا ہے۔

حالیہ ایام میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے عیسائیت کے مذہبی پیشوا پوپ بینڈ یکٹ، اسرائیل کے صدر شمعون پیریز، وزیراعظم بینجمن نتن یاہو، امریکہ کے صدر باراک اوباما اور کینیڈا کے وزیراعظم سٹیفن ہارپر کو خطوط تحریر فرمائے جن میں انہیں ان کی مذہبی تعلیمات کے مطابق قیام امن کیلئے اپنا کردار ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اسی طرح ایران کے صدر جناب محمود احمدی نژاد ❶ کو بھی قرآنی تعلیمات کے مطابق دنیا کو تباہی سے بچانے کیلئے اپنا کردار ادا کرنے کی تلقین کی۔ ان تمام سرکردہ لیڈروں کو متنبہ فرمایا کہ انسانیت کو تباہی سے بچانے کیلئے خدائے واحد ویگانہ کی طرف لوٹنا پڑے گا۔ رجوع الی اللہ کرنا پڑے گا۔

مذہبی لٹریچر میں تیسری عالمگیر جنگ کی پیشگوئیاں موجود ہیں تاہم رجوع الی اللہ کے ساتھ رجوع برحمت کا دروازہ بھی خدائے غفور ورحیم کی طرف سے ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔ ہمارے دین نے ہمیں یہی تعلیم دی ہے۔ تیسری عالمگیر تباہی کی قرآنی پیشگوئیوں کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے کئی مواقع پر اقوام عالم کو تنبیہ فرمائی اور اپنی بے نظیر تصنیف Revelation, Rationality Knowledge & Truth میں واضح طور پر خبردار کیا کہ:

’’اگر کوئی قوم سبق حاصل نہ کرے تو اپنی اس خوفناک تباہی کی وہ خود ذمہ دار ہوگی جو ان کی منتظر ہے۔ جس ایٹمی تباہی کا ہم ذکر کررہے ہیں، سورۃ طٰہٰ میں بھی اس کے انجام کے بارہ میں کھول کر بیان کیا گیا ہے۔ ...... یہ تباہی دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کا غرور اور رعونت پاش پاش کرکے رکھ دے گی۔ انسان کو بحیثیت مجموعی صفحۂ ہستی سے نہیں مٹایا جائے گا۔ ...... بلکہ متکبر سیاسی طاقتیں سرنگوں کی جائیں گی اور ان کے مقبروں پر نظام نو کی بنیادیں اٹھائی جائیں گی۔ پہاڑوں جیسی عظیم عالمی طاقتیں اس طرح خاک میں ملادی جائیں گی جیسے وہ ایک چٹیل میدان ہو جس میں کوئی نشیب وفراز نہیں ہوتا ......

’’اور وہ تجھ سے پہاڑوں کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ تُو کہہ دے کہ انہیں میرا ربّ ریزہ ریزہ کردے گا۔ پس وہ انہیں ایک صاف چٹیل میدان بنا چھوڑے گا۔ تُو اس میں نہ کوئی کجی دیکھے گا اور نہ نشیب وفراز۔ اس دن وہ اس دعوت دینے والے کی پیروی کریں گے جس میں کوئی کجی نہیں اور رحمٰن کے احترام میں آوازیں نیچی ہوجائیں گی ......‘‘ ❷

......قرآن کریم پیشگوئی فرماتا ہے کہ جب ان کا غرور توڑ دیا جائے گا اور بالآخر وہ ذلیل ورسوا کردیئے جائیں گے اور ان

کے سب کس بل نکل جائیں گے تب کہیں جا کر وہ خدا تعالیٰ کے نہایت ہی منکسر المزاج منادی کی آواز پر لبیک کہیں گے جس میں کوئی کجی نہیں۔ یہ تباہی ان گنت ایٹمی دھماکوں کے نتیجہ میں ہی ممکن ہے جس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ انسان اس وقت تک نصیحت نہیں پکڑے گا جب تک یہ تباہی اس کے کبر کو پارہ پارہ نہ کردے۔

وعید کے اس افسوس ناک پیغام کے ساتھ ساتھ اس سے امید کی ایک کرن بھی پھوٹتی ہے کہ بنی نوع انسان آخر کار بچ کر روشنی کے ایک نئے دور میں داخل ہوں گے...... حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کس طرح اپنی حالت میں تبدیلی لانے کے باعث خدا تعالیٰ کی تقدیرِ مبرم سے بچالی گئی تھی، یہ مثال ہمارے لئے امید کی شمع روشن کرتی ہے۔...... مگر ان گہرے امراض کا علاج ہستیٔ باری تعالیٰ کے منکر ملحد 'مسیحاؤں' کے ہاتھ میں نہیں ہے بلکہ اس کا واحد علاج صرف اور صرف خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے بشرطیکہ ہمارے ہاتھ ہمیشہ دعا کیلئے اس کے حضور اٹھے رہیں۔'' 3

اللہ کرے کہ انسانیت پر رحم کھاتے ہوئے کبر کے یہ پہاڑ اپنے رعونت زدہ عزائم کے خولوں سے باہر نکل کر جھانکیں تا دنیا میں نئے امن کی بنیادیں رکھی جائیں۔ افسوس کہ بعض مسلم قیادتیں بھی بالواسطہ یا بلاواسطہ ان طاغوتی اور دجالی طاقتوں کا ساتھ دے رہی ہیں۔ حضرت امام جماعت احمدیہ عالمگیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز تیسری عالمگیر تباہی کے منڈلاتے ہوئے سایوں سے عالمی طاقتوں کو خبردار کررہے ہیں۔ اسی سلسلہ میں حضور انور نے فرمایا:

'' اگر حقیقی تقویٰ پیدا نہ ہوا، انصاف قائم نہ ہوا تو آج نہیں تو کل یہ تباہی اور جنگ دنیا کو لپیٹ میں لے لے گی۔ اور بعید نہیں کہ اس کے ذمہ دار یا وجہ بعض (۔) ممالک ہی بن جائیں...... اِن حالات میں...... ہم دعائیں ہی کرسکتے ہیں یا زیادہ سے زیادہ ایک محدود طبقے تک اپنی آواز پہنچا سکتے ہیں۔ آج احمدی ہی اس دنیا کے امن کی ضمانت ہیں۔ آج دنیا دنیاوی داؤ پیچ کو سب کچھ سمجھتی ہے لیکن احمدی جو زندہ خدا کے نشانوں کو دیکھتا ہے، خدا تعالیٰ کی ذات پر انحصار کرتا ہے، خدا تعالیٰ کی قدرت کے نظارے دیکھتا ہے، خدا تعالیٰ کا خوف دلوں میں قائم رکھنے کی کوشش کرتا ہے، اس کیلئے خدا کے آگے جھکنا ہی سب کچھ ہے۔''   پھر فرمایا:

کوئی بعید نہیں کہ مُلّاں مذہب کے نام پر بعض ملکوں میں حکومت پر مکمل قبضہ کرنے کی کوشش کرے۔ اور پھر مذہب کے نام پر ایسے خوفناک نتائج سامنے آئیں گے جو عوام کو مزید اندھیروں میں دھکیل دیں گے۔ مذہب کے نام پر ایک فرقہ دوسرے فرقے پر ظلم کرتا چلا جائے گا۔ اور اس فساد کی صورت میں پھر بڑی طاقتوں کو متعلقہ ملکوں میں اپنی مرضی سے دَر آنے کا پروانہ مل جائے گا۔ امن کے نام پر وہاں آکر بیٹھ جانے کا اُن کو آپ لائسنس دے دیں گے، جس سے پھر فساد ہوگا، جانوں کو نقصان ہو گا، املاک کا نقصان ہوگا اور بالواسطہ یا بلاواسطہ غلامی کی زنجیروں میں جکڑے جانے کا انتظام بھی ہوسکتا ہے بلکہ یقینی طور پر ہو گا۔ اور سب سے بڑھ کر...... ایک وسیع جنگ دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہے، لے لے گی۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔'' 4

بیشک مسیح موعود کی جماعت کے عاجز بندوں کی دعائیں ہی ان ''پہاڑوں'' کو شفاف چٹیل میدانوں میں تبدیل کرسکتی ہیں۔ دجالیت و یاجوجیت کے پہاڑ مسیح موعود کے غلاموں کی دعاؤں کے نتیجہ میں ہی پگھل سکتے ہیں کہ الٰہی نوشتوں میں یہی لکھا ہے اور اگر دنیا کی متکبر طاقتوں کے سر عاجزی سے نہ جھکے تو پھر انسانیت کی پناہ کیلئے ''کشتیٔ نوح'' اور افریقہ کی سرزمین کے علاوہ شاذ ہی کوئی اور ٹھکانہ ملے۔ پس اے مسیح محمدی کے عاجز بندو! اپنی دعاؤں میں کوہ طور کی بلندیوں کا درد پیدا کرو تا دنیا اس خوفناک نیستی سے بچ سکے۔ 1907ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اقوام عالم کو اِنذار کرتے ہوئے فرمایا:

’’اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا اُن میں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی......اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔...... دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں اگر میں نہ آیا ہوتا تو اِن بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے۔......اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اُس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دور نہیں۔‘‘ ❺

کب یہ ہوگا؟ یہ خدا کو علم ہے پر اس قدر دی خبر مجھ کو کہ وہ دن ہوں گے ایّام بہار
آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائینگے جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار
اس نشاں کے بعد ایماں قابلِ عزت نہیں ایسا جامہ ہے کہ نوپوشوں کا جیسے ہو اُتار
گر کرو توبہ تو اب بھی خیر ہے کچھ غم نہیں تم تو خود بنتے ہو قہرِ ذوالمِنَن کے خواستگار ❻

1- Letters to World Leaders by the Head of Ahmadiyya Community in "The Review of Religions", London, April 2012 pp.6-18

2- (سورہ طٰہٰ آیات 106-109) 3- (الہام، عقل، علم اور سچائی، پہلا ایڈیشن، لندن: اسلام انٹرنیشنل پبلیکیشنز، 2007 صفحہ 545-547)

4- (خطبہ جمعہ فرمودہ 25 فروری 2011ء بمقام بیت الفتوح، لندن (برطانیہ) 5- (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 268-269)

دنیا کو آفات سے بچانے اور اس کا خدا سے تعلق جوڑنے کی ذمہ داری ہر احمدی پر ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے اور (دین) کی نشأۃ ثانیہ کا عظیم کام کر گئے۔ آپؑ کے (رفقاء) میں سے وہ عبادالرحمٰن پیدا ہوئے جو صاحبِ رؤیا و کشوف تھے۔...... جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے عبد بننے کا حق ادا کیا۔ پس گو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ہی آخرین کی پیشگوئی پوری ہوئی...... جس نے اُن کو پہلوں سے ملایا، لیکن اب یہ نظام اور جماعت کی ترقیات کی پیشگوئیاں تا قیامت ہیں۔...... ہمیں اس انقلاب کا حصہ بننے کیلئے اپنی ذمہ داریوں کو بھی سمجھنا ہوگا۔ صرف اپنے بزرگوں کے حالات پر ہم خوش نہیں ہو سکتے۔ ہمیں اُس تسلسل کو بھی قائم رکھنے کی ضرورت ہے جو انقلاب کی صورت میں (رفقاء) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگیوں میں ہمیں نظر آتا ہے۔ آج دنیا کو آفات سے بچانے اور اس کا خدا سے تعلق جوڑنے کی ذمہ داری ہر احمدی پر ہے۔

(خطبہ جمعہ 8 اگست 2011ء بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن)

القرآن الکریم

صبر و رضا کے فضائل و انعامات

وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ○ ❶

ترجمہ: اور نماز کو (مطابق شرائط قائم رکھو) اور زکوٰۃ دو اور یاد رکھو کہ جو نیکی بھی تم اپنی ذات کیلئے آگے بھیجو گے تم اسے اللہ کے پاس پاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو یقیناً دیکھ رہا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

"وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللّٰهِ۔ اس میں بتایا کہ تم جو بھلائی کے کام کرو گے اُسے تم خدا تعالیٰ کے حضور پاؤ گے۔ یعنی تم یہ خیال مت کرو کہ یہ صبر کی تعلیم نقصان دہ ہے۔ صبر کرنا اپنی ذات میں ایک بڑی نیکی ہے اور وہ تمہارے نیک اعمال میں اسی طرح شمار کی جاتی ہے جس طرح نماز اور روزہ وغیرہ۔ چونکہ گالیاں سُن کر صبر کرنا ایک بڑا مجاہدہ ہے اس لئے فرمایا کہ جب اس کی جزا تمہیں قیامت کے دن ملے گی تو یہ ایک نیکی ڈھیروں ڈھیر ثواب کی صورت میں تمہارے سامنے آجائے گی۔ اور تم اسے دیکھ کر حیران ہو جاؤ گے اور کہو گے کہ ہم نے تو کوئی ایسی نیکی نہیں کی جس کی اتنی بڑی جزا ہو۔ مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ نیکی اِسی جزاء کی مستحق ہو گی۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیا صبر کو بُزدلی سمجھتی ہے اور اسی وجہ سے وہ اس نیکی سے محروم رہتی ہے۔ حالانکہ صبر اور بُزدلی میں بڑا بھاری فرق ہے۔ صبر کے معنے یہ ہیں کہ وہ امور جن کی شریعت نے حد بندی کر دی ہے۔ ہم اس کے اندر رہیں۔ ورنہ صبر کے یہ معنے نہیں کہ انسان اپنے حقوق چھوڑ دے یا اپنے مقاصد کو نظر انداز کر دے حقیقی صابر اور بُزدل میں فرق ہی یہی ہے کہ صابر اُس وقت صبر کرتا ہے جب شریعت کہتی ہے کہ صبر کرو۔ لیکن جہاں دین کے وقار اور اعزاز کا سوال آجائے وہ دُنیا کو دکھا دیتا ہے کہ اس جیسا بہادر کوئی نہیں اور وہ کسی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ لیکن بُزدل کی یہ علامت ہوتی ہے کہ اس کا صبر شریعت کے احکام کے ماتحت نہیں ہوتا۔ وہ جورو یہ خود بخود اختیار کرتا ہے اس کا نام صبر رکھتا ہے لیکن اس کا انجام ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ صبر نہیں تھا بلکہ بُزدلی تھی۔ **صبر کے معنے یہ ہیں کہ اگر تمہیں کوئی گالی دے تو تم اسے گالی نہ دو۔ اگر کوئی تم پر ظلم کرے تو تم اس وقت تک ظلم کا جواب نہ دو جب تک شریعت تمہیں جواب دینے کی اجازت نہیں دیتی۔ لیکن صبر کے یہ معنے نہیں کہ تم اپنا دفاع چھوڑ دو اور دین کے معاملہ میں ذلت برداشت کرلو۔** کیونکہ اس طرح بہادری اور دلیری نہیں بلکہ بُزدلی پیدا ہو جائیگی اور بُزدلی خوبصورتی نہیں بلکہ بدصورتی ہے۔ پس مومن کا کام یہ ہے کہ جہاں اُس کی قربانی کی ضرورت ہو وہاں قربانی کرے خواہ ساری دنیا اس کی مخالف ہو۔ اور جہاں شریعت کہے کہ خاموش رہو اور صبر سے کام لو وہاں خاموش رہے۔" ❷

❶ - البقرۃ: 111 ❷ (تفسیر کبیر، بار دوم، جلد دوم، شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ، صفحہ 115)

درس الحدیث

مومن کی عزت وتوقیر

عَنْ أَبِی مَالِکٍ عَنْ أَبِیہِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُولُ مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَکَفَرَ بِمَا یُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللّٰہِ حَرُمَ مَالُہٗ وَدَمُہٗ وَحِسَابُہٗ عَلَی اللّٰہِ . ❶

حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ جس نے اقرار کیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور انکار کیا ان کا جن کی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی جاتی ہے تو اس کا مال اور اس کا خون قابل احترام ہو جاتے ہیں اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہو جاتا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پیش نظر رہے کہ (مومن) وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے تو ایک دوسرے کے خلاف کینے اور بغض اور مار دھاڑ اور قتل وغارت کی بجائے آپس میں پیار ومحبت کی فضا جنم لے۔ ایک دوسرے کے خون کی حفاظت اور (مومن) ہونے کی نشانی کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے کہ: مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَکَفَرَ بِمَا یُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ حَرُمَ مَالُہٗ وَدَمُہٗ وَحِسَابُہٗ عَلَی اللّٰہِ ۔ فرمایا کہ جس نے اقرار کیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور انکار کیا ان کا جن کی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی جاتی ہے تو اس کے جان اور مال قابل احترام ہو جاتے ہیں۔ وَحِسَابُہٗ عَلَی اللّٰہ کہہ کر فرمایا کہ باقی اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے کہ اس سے کیا سلوک کرنا ہے۔ یہ (دین حق) میں ایک دوسرے کیلئے خون کی حفاظت ہے اور جس نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کہہ دیا، چاہے اس نے جان کے خوف سے ہی کہا، اس کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس کے بعد تم نے اس کا خون کیا تو تم اس کی جگہ پر ہو گے اور وہ تمہاری جگہ پر ہو گا۔ پس ایک (مومن) کے خون کی یہ حفاظت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور اگر کلمہ کی اہمیت اور درود شریف کی اہمیت کا تمام (مومنوں) کو احساس ہو جائے تو...... جو یہ حرکتیں ہوتی ہیں یہ کبھی نہ ہوں۔ لیکن (مومنوں) کی یہ بدقسمتی ہے کہ اس بات کو نہیں سمجھتے۔'' ❷

1-(صحیح مسلم۔ کتاب الایمان، باب الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللّٰہ، حدیث نمبر 176)

2-(خطبہ جمعہ فرمودہ 9 جنوری 2009ء بمقام بیت الفتوح لندن بحوالہ خطبات مسرور جلد ہفتم صفحہ 13)

کلام الامام

’’میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا‘‘

’’وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلاوے گا اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر اُن کو غلبہ بخشے گا‘‘

سیدنا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:

’’اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو آخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کے لئے دُعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دُعا نہیں سُنے گا اور نہیں رُکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کرلے۔ اور اگر انسانوں میں سے ایک بھی میرے ساتھ نہ ہوتو خدا کے فرشتے میرے ساتھ ہوں گے۔ اور اگر تم گواہی کو چھپاؤ تو قریب ہے کہ پتھر میرے لئے گواہی دیں۔ پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو۔ کاذبوں کے اَور مُنہ ہوتے ہیں اَور صادقوں کے اور۔ خدا کسی امر کو بغیر فیصلہ کے نہیں چھوڑتا۔ مَیں اس زندگی پر لعنت بھیجتا ہوں جو جھوٹ اور افترا کے ساتھ ہو۔ اور نیز اس حالت پر بھی کہ مخلوق سے ڈر کر خالق کے امر سے کنارہ کشی کی جائے‘‘۔ (1)

پھر فرمایا:

’’اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اُس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلاوے گا اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر اُن کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا۔ اور ہر ایک کو جو اُس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان۔ کیونکہ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا؟ پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (2)۔ پس خدا کی طرف سے یہ نشانی ہے کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے مگر ایسا آدمی جو تمام لوگوں کے روبرو آسمان سے اترے اور فرشتے بھی اُس کے ساتھ ہوں، اُس سے کون ٹھٹھا کرے گا؟ پس اس دلیل سے بھی عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے۔‘‘ (3)

1۔ اربعین نمبر 3 روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 399-400۔ 2۔ سورہ یٰس: 31 ۔ 3۔ تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 66-67)

در مدح حضرت سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام)

صدر بزم آسمان و حجۃ اللہ بر زمین — ذاتِ خالق رانشانے بس بزرگ واستوار

وہ آسمانی مجلس کا میرِ مجلس اور زمین پر اللہ کی حجت ہے نیز ذات باری کا عظیم الشان مضبوط نشان ہے

ہر رگ و تارِ وجودش خانۂ یارِ ازل — ہر دم و ہر ذرّہ اش پُر از جمالِ دوستدار

اس کے وجود کا رگ وریشہ خداوند ازلی کا گھر ہے اس کا ہر سانس اور ہر ذرہ دوست کے جمال سے منور ہے

حسن روئے او بہ از صد آفتاب و ماہتاب — خاک کوئے او بہ از صد نافۂ مشک تتار

اس کے چہرہ کا حسن سینکڑوں چاند اور سورج سے بہتر ہے اس کے کوچہ کی خاک تاتاری مشک کے سینکڑوں نافوں سے زیادہ خوشبودار ہے

ہست اُو از عقل و فکر و فہم مردُم دور تر — کَے مجالِ فکر تا آن بحرِ ناپیدا کنار

وہ لوگوں کی عقل و سمجھ سے بالاتر ہے فکر کی کیا مجال کہ اس ناپیدا کنار سمندر کی حد تک پہنچ سکے

روح او در گفتنِ قولِ بلیٰ اوّل کسے — آدمِ توحید و پیش از آدمش پیوندِ یار

قول بلیٰ کہنے میں اس کی روح سب سے اول ہے وہ توحید کا آدم ہے اور آدم سے بھی پہلے یار سے اس کا تعلق تھا

جان خود دادن پئے خلق خدا در فطرتش — جان نثارِ خستہ جانان بیدلاں راغمگسار

مخلوق الٰہی کے لئے جان دینا اس کی فطرت میں ہے وہ شکستہ دلوں کا جان نثار اور بیکسوں کا ہمدرد ہے

اندر آں وقتے کہ دنیا پُر زِ شرک و کفر بُود — ہیچکس راخون نشد دِل جُز دل آں شہریار

ایسے وقت میں جبکہ دنیا کفر وشرک سے بھر گئی تھی سوائے اس بادشاہ کے اور کسی کا دل اس کے لیے غمگین نہ ہوا

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد پنجم صفحہ 24-25 ترجمہ از درثمین فارسی صفحہ 176-177)

اردو منظوم کلام

اب تلک توبہ نہیں اب دیکھئے انجامِ کار

اُس زمانہ میں خدا نے دی تھی شہرت کی خبر
جو کہ اب پوری ہوئی بعد از مرورِ روزگار

کھول کر دیکھو براہیں جو کہ ہے میری کتاب
اُس میں ہے یہ پیشگوئی پڑھ لو اُس کو ایک بار

اب ذرا سوچو کہ کیا یہ آدمی کا کام ہے
اِس قدر امر نہاں پر کس بشر کو اقتدار

قدرتِ رحمان و مکرِ آدمی میں فرق ہے
جو نہ سمجھے وہ غبی از فرق تا پا ہے حمار

سوچ لو اے سوچنے والو کہ اب بھی وقت ہے
راہِ حرماں چھوڑ دو رحمت کے ہو امیدوار

سوچ لو یہ ہاتھ کس کا تھا کہ میرے ساتھ تھا
کس کے فرماں سے میں مقصد پاگیا اور تم ہو خوار

یہ بھی کچھ ایماں ہے یارو ہم کو سمجھائے کوئی
جس کا ہر میداں میں پھل حرماں ہے اور ذلّت کی مار

غل مچاتے ہیں کہ یہ کافر ہے اور دجّال ہے
میں تو خود رکھتا ہوں اُن کے دیں سے اور ایماں سے عار

گر یہی دیں ہے جو ہے اُن کی خصائل سے عیاں
مَیں تو اِک کوڑی کو بھی لیتا نہیں ہوں زینہار

جان و دل سے ہم نثارِ ملّتِ (ـ) ہیں
لیک دیں وہ رہ نہیں جس پر چلیں اہلِ نقار

واہ رے جوشِ جہالت خوب دکھلائے ہیں رنگ
جھوٹ کی تائید میں حملے کریں دیوانہ وار

ناز مت کر اپنے ایماں پر کہ یہ ایماں نہیں
اس کو ہیرا مت گماں کر ہے یہ سنگِ کوہسار

پیٹنا ہوگا دو ہاتھوں سے کہ ہے ہے مر گئے
جب کہ ایماں کے تمہارے گند ہوں گے آشکار

ہے یہ گھر گرنے پہ اے مغرور لے جلدی خبر
تا نہ دب جائیں ترے اہل و عیال و رشتہ دار

یہ عجب بدقسمتی ہے کس قدر دعوت ہوئی
پر اُترتا ہی نہیں ہے جامِ غفلت کا خُمار

ہوش میں آتے نہیں سو سو طرح کوشش ہوئی
ایسے کچھ سوئے کہ پھر ہوتے نہیں ہیں ہوشیار

دن بُرے آئے اکٹھے ہوگئے قحط و وبا
اب تلک توبہ نہیں اب دیکھئے انجام کار

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد21 صفحہ 136 تا137)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے قیام امن کے سلسلہ میں اسرائیل و کینیڈا کے وزراء اعظم اور ایران و امریکہ کے صدران کے نام خطوط

اسرائیل کے وزیراعظم کے نام خط

16 گریسن ہال روڈ۔ ساؤتھ فیلڈ، لندن SW18 5QL یو کے
26رفروری2012ء

عزت مآب مسٹر بنیامین نیتن یاہو۔وزیراعظم اسرائیل یروشلم

محترم وزیراعظم صاحب!

مَیں نے حال ہی میں اسرائیل کے صدر عزت مآب شمعون پیریز کی طرف ایک خط لکھا تھا جس میں دنیا میں تازہ رونما ہونے والے خطرناک حالات کا تذکرہ تھا۔دنیا میں تیزی سے تبدیل ہوتے ہوئے منظرنامے کی اساس پر میں نے ضروری خیال کیا ہے کہ آپ تک بھی اپنا پیغام پہنچاؤں کیونکہ آپ اپنے ملک کی حکومت کے سربراہ ہیں۔آپ کی قوم کی تاریخ انبیاء اور وحی الٰہی سے گُندھی ہوئی ہے۔بلاشبہ انبیاء بنی اسرائیل آپ کی قوم کے مستقبل کے متعلق نہایت واشگاف الفاظ میں پیشگوئیاں کرچکے ہیں۔اور انبیاء کی تعلیمات سے منافی افعال کرنے اور پیشگوئیوں کی بے قدری کرنے کی وجہ سے بنی اسرائیل تکالیف اور مصیبتیں بھی جھیل چکے ہیں۔اگرآپ کی قوم کے سربراہان انبیاء کے مکمل اطاعت گزار رہتے تو وہ ضرور بے شمار مصائب اور تکالیف سے محفوظ رکھے جاتے۔اس بنا پر آپ کی ذمہ داری دوسروں سے کئی لحاظ سے زیادہ بنتی ہے کہ آپ پیشگوئیوں پر کان دھریں اور انبیاء کے احکامات کی تعمیل کریں۔

مَیں آپ سے مسیح موعود اور امام مہدی علیہ السلام کے خلیفہ کی حیثیت سے مخاطب ہوں جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کے طور پر بھیجے گئے ہیں۔اور نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مشابہت پر ’’رَحۡمَۃٌ لِّلۡعَالَمِیۡن‘‘ بنا کر مبعوث کیا گیا تھا۔ (عہدنامہ قدیم۔استثناء کی کتاب باب18 آیت18)

اس لئے میرا فرض بنتا ہے کہ آپ کو خدا کا پیغام پہنچاؤں۔مجھے امید ہے کہ آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی آواز پر کان دھرتے ہیں اور درست راستہ پانے میں کامیابی حاصل کرلیتے ہیں، وہ راستہ جو آسمانوں اور زمین کے مالک، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ہدایت کے عین مطابق ہے۔آج کل ہم خبروں میں سن رہے ہیں کہ

آپ ایران پر حملہ کی تیاری کر رہے ہیں یعنی ''عالمی جنگ'' کے مہیب سائے منڈلا رہے ہیں۔ پچھلی عالمی جنگ میں جہاں لاکھوں لاکھ دوسرے لوگ لقمہ اجل بنے وہاں ہزاروں یہودی بھی کام آئے۔ اپنے ملک کے وزیراعظم ہونے کے ناطے آپ کی ذمہ داری بنتی ہے کہ اپنی قوم کی جانوں کی حفاظت کریں۔ عالمی منظر نامہ صاف بتا رہا ہے کہ اب اگلی عالمی جنگ محض دو ملکوں کی لڑائی نہیں ہوگی بلکہ ملکوں کے بلاک بن کر سامنے آئیں گے۔ عالمی جنگ چھڑنے کا خطرہ نہایت سنجیدگی سے سامنے آرہا ہے جس سے مسلمانوں، عیسائیوں اور یہودیوں کی جانوں کا ضیاع خارج از امکان نہیں ہے۔ خدانخواستہ اگر ایسی جنگ بھڑکی تو یہ انسانی جانوں کے تلف ہونے کا سلسلہ درسلسلہ نظارہ ہوگا۔ اور اپاہج یا معذوری کے ساتھ پیدا ہونے والی آئندہ نسلیں بھی اس جنگ کا خمیازہ بھگتیں گی کیونکہ یہ سب کو نظر آرہا ہے کہ اگلی جنگ میں ایٹمی ہتھیاروں کا بھی استعمال ہوگا۔

پس میری آپ سے درخواست ہے کہ دنیا کو جنگ کے دہانے پر پہنچانے کی بجائے اپنی انتہائی ممکن کوشش کریں کہ انسانیت عالمی تباہی سے محفوظ رہے۔ باہمی نزاعوں کو طاقت کے استعمال سے حل کرنے کی بجائے ڈائیلاگ کا راستہ اپنائیں تاکہ ہم اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کو تابناک مستقبل مہیا کرسکیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم انہیں جسمانی معذوری اور خرابیاں ہی ''تحفے'' میں دینے والے بن جائیں۔ مَیں اپنی معروضات کی وضاحت میں آپ کی اپنی تعلیمات سے درج ذیل حوالے پیش کروں گا۔

پہلا اقتباس زبور سے ہے:

''بدکرداروں کے باعث پریشان نہ ہو اور خطاکاروں پر رشک نہ کر۔ کیونکہ وہ گھاس کی مانند جلد مرجھا جائیں گے، اور ہرے پودوں کی طرح جلد پژمردہ ہو جائیں گے۔ خداوند پر بھروسہ رکھ اور نیکی کر؛ ملک میں آباد رہ اور محفوظ چراگاہ کا لطف اٹھا۔ خداوند میں مسرور رہ اور وہ تیری دلی مرادیں پوری کرے گا۔ اپنی راہ خداوند کے سپرد کر؛ اس پر اعتقاد رکھ اور وہی سب کچھ کرے گا۔ وہ تیری راستبازی کو سحر کی طرح اور تیرے حق وانصاف کو دوپہر کی دھوپ کی مانند روشن کرے گا۔ خداوند کے سامنے چپ چاپ کھڑا رہ اور صبر سے اس کی آس رکھ؛ جب لوگ اپنی روشوں میں کامیاب ہوں، اور اپنے برے منصوبے پایہ تکمیل تک پہنچائیں تب تو پریشان نہ ہو۔ قہر سے باز آ اور غضب کو چھوڑ دے۔ بے زار نہ ہو ورنہ تجھ سے بدی سرزد ہوگی۔ بدکردار کاٹ ڈالے جائیں گے لیکن جن کا توکل خداوند پر ہے وہ زمین کے وارث ہوں گے۔ کچھ ہی دیر باقی ہے، پھر شریر باقی نہیں رہیں گے؛ تم انہیں تلاش کروگے تو بھی انہیں نہ پاؤ گے۔ لیکن حلیم ملک کے وارث ہوں گے اور خوب اطمینان سے رہیں گے۔'' (زبور باب 37 آیت 1 تا 11)

اسی طرح تورات میں لکھا ہے:

''تم اپنی تھیلی میں ایک ہی طرح کے ایسے دو باٹ نہ رکھنا کہ ایک بھاری اور دوسرا ہلکا ہو۔ تم اپنے گھر میں ایک

ہی طرح کے دو پیمانے نہ رکھنا کہ ایک کم ماپ کا ہو اور دوسرا زیادہ کا۔ تمہارے اوزان اور پیمانے صحیح اور درست ہوں تا کہ اس ملک میں جسے خداوند تمہارا خدا تمہیں دے رہا ہے، تمہاری عمر دراز ہو۔ کیونکہ ایسے لوگ جو دھوکے سے کام لیتے ہیں خداوند تمہارے خدا کی نظر میں مکروہ ہیں۔'' (استثناء باب 25 آیت 13 تا 16)

پس عالمی لیڈروں کو اور بطور خاص آپ کو دوسرں پر بزورِ باز و حکومت کرنے اور کمزوروں کو دبانے کا تاثر ختم کرنا چاہئے اور اس کے بالمقابل امن وانصاف کے قیام اور ترویج کی کوششوں میں مصروف ہو جانا چاہئے۔ ایسا کرنے سے آپ خود ہی امن میں آجائیں گے، آپ کو ہی استحکام نصیب ہوگا اور دنیا میں امن بھی قائم ہو جائے گا۔

میری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور عالمی لیڈروں کو میرا پیغام سمجھنے کی توفیق بخشے۔ آپ اپنی حیثیت اور مقام کو سمجھیں اور اپنی ذمہ داریوں کو پورا کریں۔

آپ کا خیر خواہ

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس امام جماعت احمدیہ عالمگیر

خلاصہ خط بنام وزیر اعظم کینیڈا

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خلیفۃ المسیح الخامس، امام جماعت احمدیہ عالمگیر نے اپنے 8/مارچ 2012ء کے خط میں مسٹر سٹیفن ہار پر وزیر اعظم کینیڈا کو بھی اسی طرز پر ممکنہ ''تیسری عالمی جنگ'' اور اس کے نتیجہ میں سر اٹھانے والے مصائب و تباہیوں پر خبردار کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اقوام عالم کے باہمی جھگڑوں اور چھوٹی بڑی عالمی طاقتوں کی طرف سے روا رکھے جانے والے ناانصافی کے سلوک نے پہلے ہی عالمگیر تباہی کی بنیاد رکھ چھوڑی ہے۔ آپ نے وزیر اعظم کینیڈا سے استدعا کی کہ وہ دنیا میں امن کے قیام کے لئے اپنی کوششیں صَرف کریں لیکن ایسا کرتے ہوئے صرف پُرامن ذرائع کو بروئے کار لایا جائے اور طاقت کے استعمال سے گریز کیا جائے۔

آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریر فرمایا:

''دنیا میں بہت زیادہ لوگ کینیڈا کو انتہائی انصاف پسند ملکوں میں سے ایک گردانتے ہیں۔ آپ کی قوم عام طور پر دوسرے ملکوں کے اندرونی مسائل میں دخل اندازی نہیں کرتی ہے۔ مزید برآں ہماری جماعت، جماعت احمدیہ عالمگیر کے کینیڈا کی قوم سے خاص دوستانہ مراسم ہیں۔ اس بنا پر میں آپ سے پرزور استدعا کروں گا کہ اپنی تمام تر کوششیں صَرف کر کے دنیا کی چھوٹی بڑی طاقتوں کو ''تیسری عالمی جنگ'' میں کودنے سے بچائیں''۔

اسلامی جمہوریہ ایران کے صدر کے نام خط

16 گریسن ہال روڈ۔ساؤتھ فیلڈ، لندن SW18 5QL یوکے

7/مارچ2012ء

عزت مآب صدر صاحب اسلامی جمہوریہ ایران

محمود احمدی نژاد۔تہران

محترم صدر صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امن عالم کو درپیش حالیہ شدید خطرات نے مجھے مجبور کیا ہے کہ میں آپ کی طرف یہ خط لکھوں۔آپ ایران کی حکومت کے سربراہ ہونے کے ناطے ایسے فیصلوں کا اختیار رکھتے ہیں جو نہ صرف آپ کی قوم کے مستقبل پر اثر انداز ہونے والے ہیں بلکہ وہ فیصلے پوری دنیا کے لئے اہمیت کے حامل ہیں۔آج ہم ہر طرف بے چینی اور اضطراب مشاہدہ کر رہے ہیں یعنی دنیا کے کچھ خطوں میں تو چھوٹے پیمانے پر جنگیں شروع ہو چکی ہیں جبکہ بعض علاقوں میں عالمی طاقتیں بظاہر ایسی کوششوں میں مصروف ہیں کہ کسی طرح امن قائم ہو جائے۔آج دنیا کا ہر ملک یا تو کسی دوسرے ملک کی دشمنی پر کمربستہ ہے یا کسی دوسرے ملک کا مددگار بنا ہوا ہے لیکن انصاف کے بنیادی تقاضوں کو پورا کرنے کی طرف کوئی بھی متوجہ نہیں ہے۔عالمی حالات دیکھتے ہوئے نہایت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ ''تیسری عالمی جنگ'' کا ڈول ڈالا جا رہا ہے۔سب جانتے ہیں کہ دنیا کے کئی چھوٹے بڑے ممالک ایٹمی ہتھیاروں سے لیس ہیں اور ساتھ ہی ساتھ انہوں نے غیروں کے لئے بغض و کینہ اور دشمنیاں بھی پال رکھی ہیں جو روز افزوں ہیں۔اس مشکل صورت حال میں ہمیں ''تیسری عالمی جنگ'' کے بادل منڈلاتے صاف نظر آرہے ہیں۔جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ایٹمی ہتھیاروں کی یہ فراوانی صاف بتا رہی ہے کہ ''تیسری عالمی جنگ'' ایک ''ایٹمی جنگ'' ہوگی۔جس کی وجہ سے وسیع پیمانے پر انتہائی تباہی کے علاوہ، ایسی جنگوں کا تلخ نتیجہ آئندہ نسلوں کے اپاہج یا بدہیئت پیدا ہونے جیسی صورتوں میں سامنے آئے گا۔

میرا ایمان ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، جو امن عالم کو قائم کرنے کے لئے اور رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِیْن بن کر مبعوث ہوئے تھے، کے امتی ہونے کے ناطے ہمیں کبھی بھی برداشت نہیں ہوگا اور نہ ہم برداشت کر سکتے ہیں کہ دنیا میں ایسی تباہی واقع ہو۔لہٰذا میری ایران سے درخواست ہے کہ وہ اپنی عالمی اہمیت کا احساس کرتے ہوئے ''تیسری عالمی جنگ'' کے امکانات کو کم کرنے میں اپنا کردار ادا کرے۔اس حقیقت میں ذرہ بھر بھی شائبہ نہیں ہے کہ عالمی طاقتوں نے دوہرے معیار اپنا رکھے ہیں۔یقیناً یہ ان طاقتوں کی بے انصافی ہی ہے جس نے ساری دنیا میں بے چینی اور بدامنی پھیلا رکھی ہے۔تاہم اس حقیقت سے بھی فرار ممکن نہیں ہے کہ بعض (مومن) گروہ (دینی) تعلیم سے منافی

اور ناواجب افعال کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ بڑی عالمی طاقتوں نے (مومن) ممالک کی اس خامی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس صورت حال کو اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ بنالیا ہے اور غریب مسلم ممالک سے فوائد حاصل کئے جارہے ہیں۔ اس بنا پر میں آپ سے ایک بار پھر درخواست کروں گا کہ اپنی تمام تر توجہ اور طاقت اس مقصد کے لئے وقف کردیں کہ دنیا سے ''تیسری عالمی جنگ'' کا خطرہ ٹل جائے۔ قرآن کریم (مومنوں) کو تعلیم دیتا ہے کہ کسی بھی ملک کی دشمنی تمہیں انصاف کی راہوں سے روکنے والی نہ ہو۔ سورۃ المائدہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اور تمہیں کسی قوم کی دشمنی اس وجہ سے کہ انہوں نے تمہیں مسجدِ حرام سے روکا تھا اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم زیادتی کرو۔ اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی (کے کاموں) میں تعاون نہ کرو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔'' (سورۃ المائدہ۔ آیت:3)

اسی طرح قرآن کریم میں ہمیں (مومنوں) کے لئے درج ذیل حکم ملتا ہے:

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

(سورۃ المائدہ۔ آیت:9)

اسی لئے آپ کو دوسری قوم کی محض دشمنی اور نفرت کی بنا پر مخالفت نہیں کرنی چاہئے۔ میں مانتا ہوں کہ اسرائیل اپنی حدود سے تجاوز کرتا ہے اور اس کی نگاہیں ایران پر ہیں۔ درحقیقت کوئی بھی ملک اگر آپ پر جارحانہ حملہ کرتا ہے تو آپ کو دفاع کا مکمل حق حاصل ہے۔ تاہم جس حد تک ممکن ہو تصفیہ طلب امور کے لئے بین الاقوامی تعلقات کے انصرام اور مذاکرات کی راہ اپنانی چاہئے۔ میری آپ سے عاجزانہ استدعا ہے کہ اختلافی امور کے حل کیلئے طاقت کے استعمال کی بجائے ڈائیلاگ کا راستہ اختیار کریں۔ میری اس درخواست کی بنیاد اس امر پر ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی انتخاب کردہ اس ہستی کا پیروکار ہوں جو اس زمانہ میں حضرت نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی غلام کے طور پر مامور ہوا ہے اور وہ مسیح موعود اور امام مہدی ہونے کا دعویدار ہے۔ آپ علیہ السلام کا مقصد ہی یہ ہے کہ انسانیت کو خالق حقیقی کے قریب لایا جائے اور آپ کے آقا و مطاع رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر لوگوں میں عدل و انصاف کو قائم کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ (مومن) اُمّہ کو یہ حسین تعلیم سمجھنے کی توفیق نصیب کرے۔

والسلام

آپ کا خیر خواہ

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس امام جماعت احمدیہ عالمگیر

امریکہ کے صدر کے نام خط

16 گریسن ہال روڈ۔ساؤتھ فیلڈ، لندن SW18 5QL یوکے

صدر باراک اوباما

صدر ریاست ہائے متحدہ امریکہ وہائٹ ہاؤس

1600 پنسلوینیا ایونیو، این ڈبلیو واشنگٹن ڈی سی

8/مارچ 2012ء

محترم صدر صاحب!

دنیا میں امن وامان کی بگڑتی ہوئی صورتحال کو دیکھتے ہوئے مَیں نے یہ ضروری محسوس کیا کہ آپ کی طرف یہ خط روانہ کروں کیونکہ آپ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے صدر کے منصب پر فائز ہیں اور یہ ایسا ملک ہے جو سُپر پاور ہے۔ اسی بنا پر آپ کو ایسے فیصلوں کا اختیار حاصل ہے جن کے اثرات نہ صرف آپ کی قوم کے مستقبل پر بلکہ عالمی سطح پر ظاہر ہوتے ہیں۔

آج دنیا میں غیر معمولی بے چینی اور اضطراب پھیلا ہوا ہے۔ بعض مخصوص خطوں میں چھوٹے پیمانے پر جنگیں لڑی جارہی ہیں اور بدقسمتی سے عالمی طاقتیں ان شورش زدہ علاقوں میں قیام امن کیلئے اس حد تک موثر کردار ادا کرنے سے قاصر نظر آتی ہیں جس کی ان سے توقع کی جاتی ہے۔ ہمیں نظر آرہا ہے کہ آج دنیا کا تقریباً ہر ملک یا تو کسی دوسرے ملک کی حمایت میں مصروف عمل ہے یا پھر غیروں کی دشمنی پر کمربستہ ہے اور سب نے ہی انصاف کی فراہمی کا خانہ خالی چھوڑا ہوا ہے۔ نہایت افسوس سے کہنا پڑرہا ہے کہ آج اگر کوئی عالمی منظرنامہ مجموعی طور پر دیکھے گا تو وہ بول اٹھے گا کہ ایک نئی عالمی جنگ کی بنیاد رکھی جاچکی ہے۔ اب دنیا کے کئی چھوٹے بڑے ممالک ایٹمی اثاثوں کے مالک بن چکے ہیں اور اس پر مستزاد ان ممالک کی آپس کی دشمنیاں، کینے اور عداوتیں ہیں جو روزافزوں ہیں۔ اس گھمبیر صورت حال میں ''تیسری عالمی جنگ'' کے بادل پہلے سے کہیں زیادہ خطرناک حد تک گھنے ہوچکے ہیں۔ ظاہر بات ہے کہ اُس جنگ میں ایٹمی ہتھیاروں کا بھی استعمال ہوگا۔ پس یقیناً ہم خطرناک تباہی کے دہانے پر کھڑے ہیں۔ اگر ''جنگ عظیم دوئم'' کے بعد ہی عدل وانصاف کے تقاضوں سے پہلوتہی نہ کی جاتی تو آج ہم اس دلدل میں پھنسے ہوئے نہ ہوتے جہاں ایک مرتبہ پھر خطرناک جنگ کے شعلے دنیا کو گھیرنے کے لئے تیزی سے قریب آرہے ہیں۔

جیسا کہ ہم سب بخوبی آگاہ ہیں کہ ''جنگ عظیم دوئم'' کے بنیادی محرکات میں ''لیگ آف نیشن'' کی ناکامی اور 1932ء میں ظاہر ہونے والا ''معاشی بحران'' سرفہرست تھے۔ آج دنیا میں چوٹی کے ماہرین معاشیات برملا کہہ رہے ہیں کہ موجودہ دور کے اقتصادی مسائل اور 1932ء والے بحران میں بے شمار قدریں مشترک پائی جاتی ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ سیاسی اور اقتصادی مشکلات نے کئی چھوٹے ممالک کو جنگ میں دھکیل دیا ہے اور بعض ممالک کی داخلی

بدامنی اور عدم استحکام میں غیر معمولی اضافہ ہو چکا ہے۔ ان تمام امور کا منطقی نتیجہ ایک عالمی جنگ کی صورت میں ہی نکلے گا۔ اگر چھوٹے ممالک میں جھگڑے سیاسی طریق پر اور سفارتکاری سے حل نہیں کئے جائیں گے تو لازمی بات ہے کہ دنیا میں نئے جتھے اور بلاک جنم لیں گے اور یقیناً یہ امر ’’تیسری عالمی جنگ‘‘ کا بگل بجانے کے مترادف ہوگا۔ ایسی صورت حال میں میرا ماننا ہے کہ دنیا کی ترقی پر توجہ مرکوز رکھنے کی بجائے ہمارے لئے زیادہ ضروری ہے بلکہ ناگزیر ہو چکا ہے کہ ہم دنیا کو بڑی تباہی سے بچانے کے لئے کوششوں میں جُت جائیں۔ بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ کی پہچان کرنے کی فوری ضرورت ہے، وہ اللہ تعالیٰ جو سب کا خالق ہے کیونکہ انسانیت کی بقا کی یہی ایک ضمانت ہے بصورت دیگر یہ دنیا تو آپ ہی رفتہ رفتہ تباہی کی طرف گامزن ہے۔

میری آپ سے بلکہ تمام عالمی لیڈروں سے یہ درخواست ہے کہ دوسری قوموں کو زیرنگیں کرنے کے لئے طاقت کی بجائے سفارتکاری، سیاست اور دانشمندی کو بروئے کار لائیں۔ بڑی عالمی طاقتوں، مثلاً امریکہ کو دنیا میں امن کے قیام کے لئے اپنا کردار ادا کرنا چاہئے اور چھوٹے ممالک کی غلطیوں کو بہانہ بنا کر دنیا کا نظم و نسق برباد نہیں کرنا چاہئے۔ اس حقیقت کو ہرگز فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ آج صرف امریکہ اور بڑی طاقتوں کے پاس ہی ایٹمی ہتھیار نہیں ہیں بلکہ نسبتاً چھوٹے ممالک بھی وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں سے لیس ہیں اور ان ممالک میں ایسے لوگ برسراقتدار ہیں جو زیادہ گہری سمجھ بوجھ رکھنے والے بھی نہیں ہیں اور معمولی باتوں پر اشتعال میں آکر فیصلے کر سکتے ہیں۔ اس بنا پر مَیں آپ سے پُرزور درخواست کروں گا کہ دنیا کی بڑی اور چھوٹی طاقتوں کو ’’تیسری عالمی جنگ‘‘ کے شعلے بھڑکانے سے باز رکھنے کے لئے اپنی تمام تر کوششیں وقف کر دیں۔ ہمیں اپنے ذہنوں سے یہ وہم نکال دینا چاہئے کہ اگر ہم قیام امن کی کوششوں میں ناکام بھی ہو گئے تو جنگ کے شعلے صرف چند چھوٹے ملکوں تک محدود رہیں گے۔ یہ جنگ ایشیا کے غریب ممالک سے نکل کر یورپ اور امریکہ کو بھی اپنی لپیٹ میں لے گی نیز ہماری آئندہ آنے والی نسلیں اس کا خمیازہ بھگتیں گی جب ایٹمی جنگ کی وجہ سے دنیا بھر میں اپاہج یا بدہیئت بچے جنم لیں گے۔ وہ آنے والی نسلیں اس قدر شدید عالمی تباہی کا باعث بننے والے اپنے اجداد کو کبھی معاف نہیں کریں گی۔ یقیناً آج مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے اپنی توانائیاں صَرف کرنے کی بجائے ہمیں اپنی آنے والی نسلوں کی فکر کرنی چاہئے اور اور اس بات کے لئے کوشاں رہنا چاہئے کہ ان کے لئے روشن مستقبل کی کرنیں پھوٹیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور تمام عالمی لیڈروں کو یہ پیغام سمجھنے کی توفیق بخشے۔

آپ کا خیر خواہ

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس امام جماعت احمدیہ عالمگیر

(بشکریہ ریویو آف ریلیجنز لندن اپریل 2012۔ والفضل انٹرنیشنل 8/جون تا 14/جون 2012ء)

بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات شوریٰ 2012ء

باہمی لین دین کے معاملات

يَآ يُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ...... ۝ (النساء:30)

اے اِیماندارو! تم آپس میں ناجائز طور پر اپنے مال نہ کھاؤ۔ ہاں یہ جائز ہے کہ (مال کا حصول) آپس کی رضا کے ساتھ تجارت کے ذریعہ سے ہو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو لین دین میں قرض اور دوسری ذمہ داریوں کے ادا کرنے میں بہت اچھا ہے“۔

(ابن ماجہ ابواب الصدقات باب حسن القضاء)

اِمسال مجلسِ شُوریٰ 2012ء کی دوسری تجویز یہ تھی کہ:

”لین دین اور مالی معاملات میں بعض جگہوں پر کمزوری اور عدم توجّہ کی صورت اُبھر رہی ہے۔ اس بارہ میں دینی اَحکامات کی پابندی کرتے ہوئے خاص طور پر قولِ سدید، اِیفائے عہد اور اَمانت اور دِیانت میں بہترین نمونہ قائم رکھنا ضروری ہے۔ لہٰذا تجویز ہے کہ احباب جماعت کو مالی معاملات میں قرآنی اَحکامات پر کماحقہٗ کاربند کرنے کے لئے ایک تربیتی لائحہ عمل ترتیب دیا جائے“۔ (فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2012ء از نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

فیصلہ جات مجلسِ شوریٰ 2012ء میں سے جن کا ہمارے ساتھ براہِ راست تعلق ہے وہ احباب کی خدمت میں پیش ہیں تاکہ ہم میں سے ہر ایک کے ذہن میں یہ بات رہے کہ ہم نے اِن فیصلہ جات پر کَمَاحَقُّہٗ عمل کرنا ہے۔

1۔ قرآنی حکم لَا تَاْكُلُوٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (النساء:30) یعنی: تم اپنے اموال آپس میں ناجائز طریق پر نہ کھایا کرو، کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیے۔ اس حوالہ سے باہمی لین دین، کاروبار اور دیگر مالی معاملات کے بارہ میں قرآن کریم کی تعلیم، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام وخلفائے سلسلہ کے ارشادات ہر فرد جماعت تک پہنچائے جائیں۔

2۔ خطبات، تقاریر اور درسوں میں اَمانت و دِیانت، قولِ سَدِید، اِیفائے عہد جیسے اَوصاف کے بارہ میں تعلیم کو بار بار بیان کیا جائے نیز دیانت داری اور اِیفائے عہد وغیرہ کے دَرَخشاں واقعات کا بھی ذکر کیا جائے تاکہ ہم زندگی کے ہر معاملہ میں اَسلاف کے نقشِ قدم پر چلنے والے ہوں۔

3۔ کاروبار، باہمی لین دین، تجارت نیز کرایہ پر مکان دینے، رہن، پٹّہ پر زمین لینے کی صورت میں ہمیشہ قرآنی حکم فَاكْتُبُوْهُ (البقرة:283) کے مطابق تحریر کرلیا جائے۔ مُعاہَدہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا لکھ لیا جائے اور اس کی تمام تفصیلات بھی طے کر کے لکھی جائیں۔ نیز گواہ بھی مقرر کر لیے جائیں۔ فَاكْتُبُوْهُ کے قرآنی حکم کی تَرْوِیج کے لئے بھرپور کوشش کی جائے۔

4۔ تجارت یا کاروبار میں مَنافِع اور سُود کے درمیان فرق کو ہمیشہ مَدِّنظر رکھنا چاہیے۔ اس لئے ہر قسم کے لین دین اور باہمی تجارت میں سود سے بچنے کی تلقین کی جائے۔

5۔قرض اوراس سے مُتعَلِّقَہ جُملہ اُمُور کے بارہ میں قرآن وحدیث میں بڑی وضاحت سے ذکر ہے۔اس تعلیم کو عام کیا جائے نیز سمجھایا جائے کہ حقیقی ضرورت کی صورت میں ہی قرض لینا چاہیے۔ محض آسائش کے لئے یا شادی بیاہ پر غیر ضروری قرض لینا مناسب نہیں۔ قَنَاعَت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے سادہ زندگی گزارنی چاہیے۔ کُنْ قَنِعًا تَکُنْ اَشْکَرَ النَّاسِ (سنن ابن ماجہ) ترجمہ: تو قناعت اختیار کر تو انتہائی شکر گزار بندہ بن جائے گا۔

6۔مہنگائی کے اس دور میں محنت اور جانفشانی کے ساتھ حصول رزق کی کوشش کرنی چاہیے۔کاروبار کرنے یا نوکری کے حصول کے سلسلہ میں نظارت صنعت وتجارت سے راہنمائی اور مدد لی جاسکتی ہے۔زرعی پیداوار میں اضافہ کے لئے نظارت زراعت سے مشورہ کیا جاسکتا ہے۔

7۔احباب جماعت کو لین دین کے جدید ذرائع کے بارہ میں بھی آگاہی ہونی چاہیے۔بنک میں اکاؤنٹ یا لین دین کے بارہ میں معلومات، کریڈٹ کارڈز (Credit Cards) اوراے ٹی ایم کارڈز (ATM Cards) وغیرہ کے درست اور محفوظ استعمال کا طریق بھی احبابِ جماعت کو آنا چاہیے۔انٹرنیٹ اور موبائل فونز پر مختلف قسم کی پُرکشش آفرز کے ذریعہ یا لاٹری وغیرہ کا لالچ دے کر دھوکہ دہی کی جاتی ہے۔اس بارہ میں احباب جماعت میں آگاہی پیدا کی جائے تاکہ کسی قسم کے مالی نقصان کا اِحتمال نہ رہے۔

8۔زندگی کے تمام پہلوؤں میں دیانت اور عدل واِنصاف مدنظر رکھا جائے۔تقسیم وِرَاثت، حق مہر کی ادائیگی، اہل وعَیال پر خرچ، نان نَفَقہ، جہیز اور شادی بیاہ کے اخراجات، خُلَع یا طلاق کی صورت میں حُقُوق کی ادائیگی۔ان تمام معاملات میں دینی تعلیم کی پابندی کی جائے۔

9۔جماعتی مالی نظام کے بارہ میں بھی احباب جماعت کو مکمل آگاہی ہونی چاہیے۔چندہ جات کے بارہ میں بھی تمام قواعد کا علم ہونا چاہیے۔اس سلسلہ میں کتاب ’’مالی نظام‘‘ بہت مفید ہے۔

10۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات اور دیگر پروگرامز سننے کی طرف خاص توجہ کی جائے۔

11۔دوران سال خاص طور پر تقویٰ کے حوالہ سے پروگرامز بنائے جائیں کیونکہ لین دین کے معاملات میں خواہ وہ ذاتی نوعیت کے ہوں یا کاروباری، تقویٰ اختیار کرنے سے ہی حل ہوں گے۔ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا ○ وَیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ (الطلاق:3-4) یعنی جو اللہ سے ڈرے اس کے لئے وہ نجات کی کوئی راہ بنا دیتا ہے۔اور وہ اسے وہاں سے رزق عطا کرتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کرسکتا۔اس ارشاد کی روشنی میں زندگی کے ہر پہلو میں اور بطور خاص مالی معاملات میں برکت کے لئے تقویٰ کے حصول کی طرف بطور خاص توجہ کی جائے۔روحانی خزائن جلد20 کو اِمسال مُطَالَعَہ کیلئے مقرر کیا گیا ہے۔اس جلد میں حضرت مسیح موعودؑ نے متقی کی علامات بیان کی ہیں۔تقویٰ کے حصول کیلئے اس جلد کا بھی مطالعہ کیا جائے اور حسب سابق اس کتاب کے امتحان میں بھی شمولیت کی جائے۔

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان سفارشات کی منظوری عِنایَت کرتے ہوئے فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ نیک نتائج پیدا فرمائے۔عہدیداران نمونہ بنیں‘‘۔

(فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2012ء از نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

تبرکات

فضائل و برکات درود شریف

درود میں حضرت ابراہیمؑ کا نام داخل کرنے کی حکمت۔ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ کے الفاظ میں آنحضرت ﷺ کی دائمی شان کا اظہار مقصود ہے

(حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے)

یہ ایک حقیقت ہے کہ مجھے بچپن سے ہی تمام گزشتہ نبیوں میں ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ سب سے زیادہ محبت رہی ہے۔ مگر چونکہ (فداہ نفسی) سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت سب دوسری محبتوں پر غالب ہے اور نہ صرف غالب ہے بلکہ اتنی غالب ہے کہ کسی دوسرے نبی کی محبت کو آپ ﷺ کی محبت سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ اس لئے حضرت ابراہیمؑ کی خاص محبت کے باوجود مجھے بچپن سے درود کا یہ فقرہ کہ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ (یعنی اے خدا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس طرح برکتیں نازل کر جس طرح تو نے حضرت ابراہیمؑ پر نازل کیں) کھٹکا کرتا تھا اور میں خیال کیا کرتا تھا کہ بظاہر ان الفاظ سے حضرت ابراہیمؑ کی افضلیت ثابت ہوتی ہے کیونکہ اس دعا میں حضرت ابراہیمؑ کی مثال کا حوالہ دینا یہی ظاہر کرتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو کوئی ایسی خاص برکت حاصل ہے جو ابھی تک ہمارے آنحضرت ﷺ کو حاصل نہیں اور اس خیال کی وجہ سے میں اکثر درود پڑھتے ہوئے بے چین ہو جایا کرتا تھا کہ خدایا! یہ کیا بات ہے کہ ہمارا نبی افضل الرسل اور سید ولد آدم ہے اور پھر بھی درود میں یہ الفاظ داخل کئے گئے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی طرح برکتیں نازل ہوں جس طرح حضرت ابراہیمؑ پر نازل ہوئیں۔

آخر میں نے سوچ کر تشریح کا یہ راستہ نکالا کہ حضرت ابراہیمؑ کی مثال دینے میں برکتوں کے درجہ کی طرف اشارہ کرنا مقصود نہیں بلکہ صرف ان کی نوعیت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔ اور چونکہ حضرت ابراہیمؑ کو نسل کی کثرت کا غیر معمولی امتیاز حاصل ہوا ہے اور ان کی نسل کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہوئی ہے کہ اس میں کثیر تعداد میں نبی پیدا ہوئے اس لئے میں خیال کرتا تھا کہ شاید اسی وجہ سے حضرت ابراہیمؑ کی مثال بیان کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے درود والی دعا کی جاتی ہے مگر پھر بھی میرا دل پوری طرح تسلی نہیں پاتا تھا اور درود کے ان الفاظ پر پہنچ کر کہ کما صلیت علیٰ ابراھیم مجھے ہمیشہ ایک اندرونی جھٹکا لگا کرتا تھا اور میری روح ایک قسم کی ٹھوکر محسوس کرتی تھی۔ لیکن ساتھ ہی میرا دل اس یقین سے بھی پُر تھا کہ یہ خدا کی سکھائی ہوئی دعا ہے اور ضرور اس میں کوئی خاص حکمت مدنظر ہوگی جو ممکن ہے کئی لوگوں پر ظاہر بھی ہو اور انشاء اللہ مجھ پر بھی کسی دن ظاہر ہو جائے گی۔ آخر کچھ عرصہ ہوا خدا نے مجھے بھی اس کی حکمت پر آگاہ فرما دیا اور اب مجھے خدا کے فضل سے اس تشریح پر جو میرے ذہن میں آئی ہے پوری تسلی ہے۔ میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ درود میں حضرت ابراہیمؑ کا نام شامل کرنے میں صرف وہی حکمت مدنظر ہے جو میرے خیال میں آئی ہے۔ خدا بلکہ رسول کے کلام میں بھی بڑی وسعت ہوتی ہے اور بسا اوقات ایک ہی وقت میں کئی کئی معنے مدنظر ہوتے ہیں اور ممکن

ہے کہ جو تشریح میرے ذہن میں آئی ہے، اس سے بھی بڑھ کر کوئی اور حکمت درود میں مخفی ہو۔ مگر اب کم از کم مجھے اپنی جگہ یہ تسلی ضرور ہے کہ جو معنے میرے خیال میں آئے ہیں وہ خدا کے فضل سے نہ صرف درست ہیں بلکہ میرے ذوق کے مطابق لطیف بھی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

یہ بات اسلامی تاریخ کا ایک مشہور و معروف واقعہ ہے جسے (مومنوں) کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراھیمؑ کی نسل سے ہیں جو حضرت اسمٰعیلؑ کے ذریعہ عرب میں آباد ہوئی اور یہ کہ کعبہ کی تعمیر حضرت ابراھیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کے مبارک ہاتھوں سے ہی ہوئی تھی۔ جس کا ایک ایک پتھر ان مقدس باپ بیٹوں کی ہزاروں دعاؤں کے ساتھ رکھا گیا۔ اورانہوں نے اس موقع پر یہ دعا بھی کی کہ ان کی نسل سے ہمیشہ خدا کے پاک بندے پیدا ہوتے رہیں جن کی توجہ خدا کے دین کیلئے وقف ہو۔ اس موقع پر حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ نے وہ خاص الخاص دعا بھی کی، جس کے نتیجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود ظہور میں آیا۔ چنانچہ قرآن شریف اس تاریخی دعا کو ان زوردار الفاظ میں بیان فرماتا ہے۔

رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَيُزَكِّيۡهِمۡ ۙ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۝ (البقرۃ:130)

یعنی اے ہمارے رب تو ہماری اس نسل میں جواب اس ملک میں پھیلے گی۔ اور تیرے اس مقدس گھر کے اردگرد آباد ہوگی۔ ایک عالی شان رسول انہی میں سے مبعوث فرما۔ جو انہیں تیری مبارک آیات پڑھ کر سنائے۔ اور انہیں تیری کتاب کی تعلیم دے اور پھر اس کتاب کے احکام کی حکمت بھی سکھادے اور انہیں اپنے پاک نمونہ کی برکت سے ایک ترقی یافتہ زندگی عطا کرے۔ یقیناً تو بڑی شان والا اور بڑی حکمت والا خدا ہے۔

اس دعا کے الفاظ بڑے بھاری فضائل پر مشتمل ہیں۔ مگر مجھے اس جگہ اس دعا کی تفسیر اور تشریح میں جانا مدنظر نہیں بلکہ صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے کعبہ کی تعمیر کے وقت مکہ والوں میں ایک ایسے خاص نبی کی بعثت کی دعا کی تھی جو اپنے روحانی اور علمی اور تربیتی پروگرام کے ساتھ بے مثل امتیاز کا مالک بننے والا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حدیث میں فرماتے ہیں کہ میری بعثت اسی دعا کا نتیجہ ہے۔ چنانچہ آپؐ کے الفاظ یہ ہیں: أنا دَعْوَةُ أبی اِبْرَاھِیمَ.......

(کنزالعمال جز11 حدیث نمبر 31834)

''یعنی میں ابراہیمؑ کی دعا کا ثمرہ ہوں''

اب گویا تین باتیں ہمارے ہاتھ میں ہیں۔

(اول) یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے ہیں۔

(دوم) یہ کہ حضرت ابراہیمؑ نے کعبہ کی تعمیر کے وقت مکہ والوں میں ایک عظیم الشان رسول کی بعثت کی دعا کی تھی۔

(سوم) یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اسی دعا کا نتیجہ تھی۔

اب اگر ہم ان تین باتوں کو مدنظر رکھ کر درود کے الفاظ پر غور کریں تو بات بالکل صاف ہو جاتی ہے اور درود میں کما صلیت علیٰ ابراھیم یا کما بارکت علیٰ ابراھیم کے الفاظ نہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کسی قسم کی کمی کے مظہر ثابت نہیں ہوتے بلکہ حقیقتاً اس بات کا ثبوت مہیا کرتے ہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

ارفع شان اور آپ کی امت کی غیر معمولی ترقیات کی طرف اشارہ کرنے کے لئے درود میں داخل کئے گئے ہیں۔ بات یہ ہے کہ یہ الفاظ کہ **کما صلیت علیٰ ابراھیمؑ** (محمد رسول اللہ ﷺ پر اسی طرح کی برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیمؑ پر نازل کیں) اس غرض کے لئے رکھے گئے ہیں کہ تا حضرت ابراہیمؑ کی اس خصوصیت کی طرف اشارہ کیا جائے جو ان کی تعمیر کعبہ کے وقت کی دعا اور اس کے نتیجہ میں آنحضرت ﷺ کی بعثت سے تعلق رکھتی ہے۔ اور مقصد یہ ہے کہ اے خدا! جس طرح تو نے ابراہیمؑ کی دعا سے ابراہیمؑ کی نسل میں ایک عظیم الشان نبی پیدا کیا۔ اسی طرح اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں بھی غیر معمولی روحانی کمالات کا سلسلہ جاری رکھ۔ اس طرح درود میں ایک نہایت ہی لطیف اور مقدس دور یعنی (Pious Circle) قائم کر دیا گیا ہے اور خدا کے دامنِ رحمت کو اس دعا سے حرکت میں لایا گیا ہے کہ اے خدا تو محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی طرح کی خاص برکات نازل فرما جس طرح تو نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ذریعہ ابراہیمؑ پر اپنی خاص برکات نازل فرمائیں۔ گویا **کما صلیت علیٰ ابراھیم** میں جو مثال دی گئی ہے وہ بھی دراصل آنحضرت ﷺ ہی کی ذات والا صفات سے تعلق رکھتی ہے نہ کہ حضرت ابراہیمؑ سے اور حضرت ابراہیمؑ کا نام صرف اس مثال کو واضح کرنے اور اس کی حقیقت کی طرف اشارہ کرنے کیلئے لایا گیا ہے۔ پس درود کے صحیح معنے یہ ہوئے کہ اے خدا تو محمد رسول اللہ ﷺ پر اپنی وہ خاص برکتیں نازل فرما جو تو نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے عالی شان نبی کی بعثت کے ذریعہ حضرت ابراہیمؑ پر نازل کیں۔ گویا چکر کھا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات روحانی کی مثال خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی لوٹ آئی اور **کما صلیت علیٰ ابراھیمؑ** کے الفاظ میں حضرت ابراہیمؑ کی برتری اور فوقیت کا کوئی سوال نہ رہا۔ کیونکہ جیسا کہ میں نے اوپر تشریح کی ہے۔ دراصل محمد رسول اللہ ﷺ کیلئے برکتوں کی دعا خود آپ کی اپنی ہی مثال دے کر مانگی گئی ہے اور حضرت ابراہیمؑ کا نام صرف اس مثال کی تشریح کے لئے لایا گیا ہے۔ اب دیکھو کہ یہ کیسا مبارک چکر ہے جو درود میں قائم کیا گیا ہے گویا درود کی دعا کا خلاصہ یہ بنتا ہے کہ خدایا! محمد رسول ﷺ کی بے مثل برکات آپ کی ذات تک ہی محدود ہو کر نہ رہ جائیں بلکہ ان کا سلسلہ قیامت تک وسیع ہوتا چلا جائے اور آپ کے روحانی اظلال دنیا میں ظاہر ہو ہو کر ہمیشہ آپ کا نور اور روشنی پھیلاتے رہیں۔

اب صرف یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ یہ درود کی دعا پوری ہوئی یا نہیں اور اگر پوری ہوئی تو کس رنگ میں پوری ہوئی۔ سو اس کا سیدھا سادھا جواب یہ ہے کہ نہ صرف یہ کہ یہ دعا اپنی مکمل شان میں پوری ہوئی بلکہ خود آنحضرت ﷺ کو بھی خدا کی طرف سے اس بات کا علم دیا گیا تھا کہ ہماری سکھائی ہوئی درود کی دعا اس اس رنگ میں پوری ہوگی۔ چنانچہ اس دعا کی عام تجلی تو یہ ہے کہ امت محمدیہ کو باکمال اولیاء اور عدیم المثال علماء کا غیر معمولی ورثہ عطا کیا گیا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ خود فرماتے ہیں کہ:

عُلَمَآءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیَآءِ بَنِی اِسْرَائِیْلَ۔

(موضاعات کبیر از ملا علی قاری، زیر حرف عین، حدیث نمبر614، ناشر نعمانی کتب خانہ لاہور2008ء۔ صفحہ221)

’’یعنی میری امت کے روحانی علماء (جن میں ہر صدی کے مجدد بھی شامل ہیں) اپنی شان اور روحانی کمالات میں بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے‘‘ پس یہ جو امت محمدیہ میں **ہزاروں باکمال اولیاء اور ہزاروں خدا رسیدہ علماء گزرے ہیں جو اپنے اپنے زمانہ میں ظاہری علم کے ساتھ ساتھ خدائی**

کلام سے بھی مشرف ہوتے رہے ہیں اور جن سے سماءِ اسلام کا چپّہ چپّہ مزیّن نظر آتا ہے، یہ سب اسی درود والی مبارک دعا کا کرشمہ ہیں‘‘

مگر اس عام روحانی ورثہ کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے ایک ظلِّ کامل اور بروزِ اتم کا بھی وعدہ تھا۔ جس کی بعثت کو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ قرار دیا گیا تھا۔ جیسا کہ سورہ جمعہ کے الفاظ **واٰخرین منھم** (یعنی آخری زمانہ میں خدا تعالیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بروز کے ذریعہ دوبارہ معبوث کرے گا) میں بتایا گیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے **یُدْفَنُ مَعِیَ فِیْ قَبْرِیْ**۔ (مشکوٰۃ کتاب الفتن، باب نزول عیسیٰ) (یعنی آنے والا مصلح اپنی وفات کے بعد اپنے روحانی مقام کے لحاظ سے میرے ساتھ ہی رکھا جائیگا۔) کے الفاظ میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ سو یہ وعدہ بھی حضرت مسیح موعود مہدی معہود علیہ السلام کے وجود میں پورا ہوگیا۔ گویا جس طرح حضرت ابراہیمؑ کی دعا کے نتیجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اسی طرح **کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ** کی دعا کی تکمیل کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ دنیا میں تشریف لے آئے۔ اور ابھی نہ معلوم قیامت تک آپ کے کن کن اور روحانی اظلال نے آسمانِ ہدایت پر طلوع کر کے درود والی دعا کو پورا کرنا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ علیٰ محمدٍ وَ عَلیٰ اٰل محمدٍ وَبارِکْ وَسَلِّمْ۔

خلاصہ کلام یہ کہ درود میں حضرت ابرہیمؑ کی مثال بیان کرنے سے حضرت ابراہیمؑ کے کسی ذاتی کمال کی طرف اشارہ کرنا مقصود نہیں۔ بلکہ حضرت ابراہیمؑ کی اس دعا کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔ جس کے نتیجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود ظہور میں آیا اور غرض یہ ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیمؑ کی دعا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بابرکت وجود پیدا ہوا۔ اسی طرح اب اے خدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں آپؐ کے روحانی اظلال کا سلسلہ بھی تاقیامت جاری رہے۔ اور اس ذریعہ سے ایک ایسا مقدس دور قائم ہوجائے جو تیرے آخری نور کے ذریعہ دنیا میں ہمیشہ اجالا رکھے۔ اس نکتہ کے حل ہونے کے بعد میری روح **کما صلیت علیٰ ابراھیم** کے الفاظ پر رُکنے اور جھٹکا کھانے کی بجائے ایک خاص قسم کے روحانی سرور اور ایک خاص قسم کی روحانی لذت کی حالت میں تسبیح کرتی ہوئی آگے نکل جاتی ہے۔ اور ان چمکتے ہوئے آسمانی ستاروں اور اس درخشاں ظلی شمس و قمر کا نظارہ کرنے میں جن سے آج فضاء (دین) مزیّن ہے۔ ایک ایسا لطف محسوس کرتی ہے جو اس سے پہلے کبھی میسر نہیں آیا تھا۔

برکات خلافت

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’رسول کریمؐ نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو۔ کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اعلیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔‘‘

(شہادت القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

ہماری تاریخ

74ء کی قومی اسمبلی کی سپیشل کمیٹی کی کارروائی پر ایک نظر

جماعت احمدیہ کا محضر نامہ سارے ریکارڈ میں کہیں موجود نہیں اس کو سرے سے کارروائی میں شامل ہی نہیں کیا گیا۔ گویا وہ بیان جو جرح کی بنیاد تھا سرے سے غائب کر دیا گیا۔

مولانا غلام غوث ہزاروی نے کہا: اٹارنی جنرل صاحب کا سوال تو ہماری سمجھ میں آتا ہے لیکن ان کا جواب سمجھ میں نہیں آتا

ہماری پوزیشن وہی ہے جیسے کہ کسی نان ایڈووکیٹ کو ہائی کورٹ کا جج بنا دیا جائے۔ اور وہ فتویٰ دے

حکومت پاکستان نے 1974ء کی قومی اسمبلی کی کارروائی کو 21 جلدوں اور 3167 صفحوں میں شائع کر دیا

(مکرم پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی)

1974 میں پاکستان کی قومی اسمبلی کے تمام ممبران پر مشتمل سپیشل کمیٹی نے جماعت احمدیہ کے عقائد کی من مانی تشریح کرنے اور ان میں ترمیم و تنسیخ کرنے اور جماعت احمدیہ کے افراد کو ناٹ مسلم قرار دینے کا فیصلہ کرنے کیلئے 5/اگست 1974 سے 7 ستمبر 1974 تک سپیشل اجلاس منعقد کئے جس میں جماعت احمدیہ کے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو اپنے وفد سمیت پیش ہونے اور اپنے مؤقف کی وضاحت کرنے کا حکم دیا گیا۔ جماعت کے وفد میں حضرت صاحب کے علاوہ محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد (حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ) محترم شیخ محمد احمد مظہر صاحب، محترم مولانا ابوالعطاء صاحب اور محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد شامل تھے اور دوران سماعت اسمبلی کی سپیشل کمیٹی کے سامنے حاضر رہے۔ جماعت نے اس کمیٹی کے سامنے پیش ہونے سے قبل اپنے مؤقف پر مشتمل ایک محضر نامہ بھی سپیشل کمیٹی کے سامنے پیش کیا۔ وہ محضر نامہ جماعت کا تحریری بیان تھا جس پر جرح کیلئے قومی اسمبلی کی سپیشل کمیٹی کا پہلا اجلاس 5/اگست کو اسمبلی چیمبرز (سٹیٹ بنک بلڈنگ) میں صاحبزادہ فاروق علی خاں سپیکر قومی اسمبلی کی صدارت میں شروع ہوا۔ سپیکر اس سپیشل کمیٹی کے چیئرمین تھے اور انہیں اسی نام سے مخاطب کیا جاتا تھا۔ سپیشل کمیٹی میں اٹارنی جنرل پاکستان جناب یحییٰ بختیار بہ حیثیت وکیل سرکار پیش ہوئے اور گواہوں پر جرح کرتے رہے۔ اس کمیٹی کی ساری کارروائی خفیہ تھی اور اب تک خُفیہ چلی آ رہی تھی۔ اب **کینیڈا کے ایک قانون دان محترم بشیر احمد خاں صاحب کی درخواست پر عدالت عالیہ لاہور اور سپریم کورٹ اسلام آباد کی مداخلت سے اس کارروائی کو حکومت پاکستان نے 21 جلدوں اور 3167 صفحوں میں شائع کر دیا ہے۔** اس کارروائی کا ایک سرسری سا جائزہ پیش ہے۔

کارروائی پر لکھا ہے ''کل قومی اسمبلی کی سپیشل کمیٹی کی خفیہ کارروائی''۔ کارروائی انگریزی اور اردو میں ہے۔ کہیں اٹارنی جنرل کے انگریزی سوالوں کا جواب انگریزی میں ہے کہیں انگریزی سوالوں کا جواب اردو میں ہے۔ اسی طرح اراکین کمیٹی بھی دونوں زبانوں میں گفتگو کرتے ہیں کہیں انگریزی میں کہیں اردو میں۔ یہی طریق کار سپیکر یعنی چیئرمین کمیٹی کا بھی ہے۔ پہلا اجلاس شروع کرتے ہوئے چیئرمین نے ہدایت دی کہ ''میں اراکین سے درخواست کروں گا کہ وفد کی موجودگی میں اور گواہوں کے ہوتے ہوئے کوئی اختلافی مسئلہ نہ چھیڑا جائے۔ اٹارنی جنرل کو سوال کرنے کا موقعہ دیا جائے اگر کوئی رکن سوال

شائع کردہ کارروائی میں جماعت احمدیہ کا محضر نامہ سارے ریکارڈ میں کہیں موجود نہیں اس کو سرے سے کارروائی میں شامل ہی نہیں کیا گیا۔ گویا وہ بیان جو جرح کی بنیاد تھا سرے سے غائب کردیا گیا

سے مطمئن نہ ہو یا یہ سمجھے کہ گواہ کا جواب معین نہیں ہے تو وہ مجھے یا اٹارنی جنرل کو چٹ بھیج دے۔ اگر کوئی بہت ہی اہم بات ہے تو اس کی درخواست پر پانچ، دس منٹ کیلئے کارروائی ملتوی کر سکتے ہیں اور گواہ کو باہر انتظار کرنے کا کہہ کر آپس میں بات چیت کرسکتے ہیں۔'' چیئرمین نے یہ بھی صراحت کی کہ ہر وکیل کا اپنا طریق ہوتا ہے کہ وہ کس طرح سوال کر کے اپنا مطلوبہ جواب حاصل کرے اس لئے ان کا کہنا ہے کہ انہیں اپنے طریق پر جرح کرنے کی کھلی آزادی دی جائے۔'' سپیکر نے یہ بھی کہا کہ کمیٹی کا کورم ایک طرف سے دس اور دوسری طرف سے تیس بہرحال رہنا چاہئے۔ اس کے بعد پہلا اجلاس شروع ہوا۔ جماعت احمدیہ کا وفد ایوان میں داخل ہوا۔ چیئرمین نے کہا ''اب ہم کارروائی شروع کرتے ہیں میں گواہ سے درخواست کروں گا کہ وہ حلف اٹھائیں'' مرزا ناصر احمد (گواہ سربراہ جماعت احمدیہ ربوہ) نے حلف اٹھایا ''میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر جو کہوں گا ایمان سے سچ کہوں گا۔''

اٹارنی جنرل نے سوالات شروع کئے۔

سوالات کی بنیاد جماعت احمدیہ کے عقائد پر تھی مگر حیرت اس بات پر ہوتی تھی کہ اٹارنی جنرل جماعت کے محضر نامہ کا ذکر تو بار بار کرتے تھے مگر لگتا ہے جان بوجھ کر اسے نظر انداز کر رہے ہیں اور طرفہ تماشا یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کا بیان یعنی محضر نامہ سارے ریکارڈ میں کہیں موجود نہیں اس کو سرے سے کارروائی میں شامل ہی نہیں کیا گیا۔ گویا وہ بیان جو جرح کی بنیاد تھا سرے سے غائب کردیا گیا ہے۔

اپنے اراکین کو مطمئن کرنے کے لئے وہ سوالات بھی ادھر ادھر کے کرتے تھے۔ مثلاً ایک سوال یہ تھا کہ آپ نے اپنے ایک خطبہ میں مولانا مودودی کو مسٹر مودودی کیوں کہا؟ اس سے تحقیر کا پہلو نکلتا ہے۔ حضرت صاحب نے جواب دیا ''پانچ لفظ پہلے میں نے مسٹر بھٹو کہا تو تحقیر ظاہر نہیں ہوتی اور مسٹر مودودی سے تحقیر ظاہر ہو جاتی ہے'' اس پر اٹارنی جنرل فرماتے ہیں ''نہیں آپ کا مقصد تحقیر نہیں مگر آپ جب کہتے ہیں مسٹر بھٹو مفتی محمود مسٹر مودودی تو آپ انہیں ایک ہی کیٹیگری میں رکھ رہے ہیں۔'' حضرت صاحب نے پوچھا تو کیا یہ میری غلطی ہے؟ اس پر اٹارنی جنرل صاحب کہتے ہیں مجھے تو آپ کے ایسا کہنے پر کوئی اعتراض نہیں'' (صفحہ 146)

ایک عجیب سوال آپ نے یہ پوچھا ''سر اگر کوئی شخص اپنی جان بچانا چاہتا ہے۔ اپنی جان بچانے کیلئے وہ شخص جھوٹ بولے تو جائز ہے نا؟'' مرزا ناصر احمد کا دوٹوک جواب ہے ''نہیں! میرے خیال میں نہیں'' (صفحہ 47)

اٹارنی جنرل ایک سوال بار بار کر رہے تھے کہ فرض کیجئے ایک طالب علم جھوٹ بول کر یا غلط بیان حلفی داخل کر کے کسی دوسرے طالب علم کا حق مارتا ہے تو آپ کیا کریں گے۔ حضرت صاحب کا جواب یہی ہے کہ:

''میں 1944 سے 1965 تک پرنسپل رہا اور میرے علم کے مطابق ہر بچہ جو میرے پاس آیا اتنا شریف النفس تھا کہ اس نے غلط بات نہیں کی میرے سامنے''۔

یحیٰ بختیار ''سر آپ بڑے خوش نصیب ہیں مگر میں آپ سے پوچھ رہا ہوں فرض کیجئے میں پرنسپل ہوں اور میرے سامنے کوئی مجھ جیسا (یعنی غلط بیان حلفی والا) آجاتا ہے تو میں کیا کروں؟''۔

مرزا ناصر احمد ''مجھے کوئی تجربہ نہیں''۔ (صفحہ 51)۔

اس پر پھر سوال ہوتا ہے۔ یحیٰ بختیار ''مگر میں پوچھ رہا ہوں۔ میں ڈاؤ میڈیکل کالج کا پرنسپل ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ ایک مسلمان لڑکا عیسائی بن کر ایک عیسائی لڑکے کی ریزرویشن پر کالج میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ ایک طرف تو وہ جھوٹ بول رہا

حیرت ہے کہ اسی ایوان کے اراکین نے بغیر حلف اٹھائے جماعت احمدیہ کے بیان کے بعد نہ صرف اس ایوان میں گواہی دی بلکہ اپنے تیار کردہ جوابات بھی ''ملت اسلامیہ کا مؤقف'' کے عنوان سے ایوان کی کارروائی کا حصہ بنائے

ہے دوسری طرف وہ ایک مسلمان لڑکے کا حق مار رہا ہے۔ مگر آپ کا بیان ہے کہ اس کا بنیادی حق ہے کیونکہ وہ......''

مرزا ناصر احمد ''اگر اس فعل کے نتیجہ میں اور آپ کے پختہ یقین کے بعد وہ کسی اور کا حق مار رہا ہے تو آپ کو جس کا حق مارا جا رہا ہے اس کی حق کی حفاظت کرنی چاہیئے''۔

اٹارنی جنرل ''شکریہ'' (صفحہ 51)

کارروائی ملتوی ہوتی ہے تو اراکین کے مابین سوال جواب شروع ہو جاتے ہیں۔ ملک محمد جعفر سوال کرتے ہیں۔ ''میرا خیال ہے کہ بیان اور جرح کے بعد ان پر بحث تو ہوگی؟'' چیئرمین کا جواب ہے ''جی آپ نے درست فرمایا''۔ (صفحہ 53)

صاحبزادہ صفی اللہ صاحب نے سوال کیا ''عام طریقہ تو پہلے سے یہ ہے جب یہاں اسمبلی میں تقاریر ہوتی ہیں تو رپورٹر صاحبان وہ تقاریر ہمیں بھیج دیتے ہیں تا کہ اس کی تصحیح کریں اب کیا طریقہ ہے؟ یعنی یہ رپورٹ جو ہے اب بھی ان کو بھیجے جائیں گے تصحیح کے لئے؟''

چیئرمین ''کن کو؟ کن کو؟''

صاحبزادہ صفی اللہ ''یہ جو ہیں''

جناب چیئرمین ''نہیں نہیں ان کو نہیں دی جائیں گی آپ کو دی جائیں گی'' (صفحہ 55) اگلے صفحہ پر وضاحت ہے صاحبزادہ صفی اللہ'' (وہ) اس میں کوئی تبدیلی کریں گے؟

چیئرمین ''نہیں نہیں۔ اس میں یہ کریں گے کہ ہم خود اس کو Correct کر لیں گے ریکارڈ کو ٹیپ کے ذریعے اس کے بعد ممبرز میں تقسیم کر دیں گے'' (صفحہ 56) گویا کمیٹی نے تبدیلی اور تصحیح کا حق بھی اپنے لئے محفوظ کر لیا۔

اس وقفے کے بعد اٹارنی جنرل پھر غلط بیانی کر کے داخلہ حاصل کرنے والے طالب علم کی طرف لوٹ پڑتے ہیں۔ وہ کہلوانا یہ چاہتے ہیں کہ غلط بیانی پر کسی کو مداخلت کا حق ہے کہ نہیں؟

اٹارنی جنرل ''فرض کیجیے وہ عدالت میں چلا جاتا ہے؟''

مرزا ناصر احمد ''جج اپنے سامنے پیش کردہ ثبوت کی بنا پر فیصلہ کرے گا'' (صفحہ 59)

ایک سوال کے جواب میں حضرت صاحب نے پوچھا ''اس ایوان کے اراکین ایسی صورت میں کیا کریں گے؟'' اٹارنی جنرل جواب دیتے ہیں ''سر اس ہاؤس کے اراکین نے حلف نہیں اٹھایا ہوا اس لئے وہ گواہی نہیں دے سکتے'' (صفحہ 112) مگر سو حیرتوں کی ایک حیرت یہ ہے کہ اسی ایوان کے اراکین نے بغیر حلف اٹھائے جماعت احمدیہ کے بیان کے بعد نہ صرف اس ایوان میں گواہی دی بلکہ اپنے تیار کردہ جوابات بھی ''ملت اسلامیہ کا مؤقف'' کے عنوان سے ایوان کی کارروائی کا حصہ بنائے۔ (صفحہ 1875) ایک موقعہ پر چیئرمین نے صراحت کی ''کہ حلف صرف گواہوں کیلئے ہے'' (صفحہ 1851) مولانا غلام غوث ہزاروی نے تحدی سے کہا ''ہم حلف نہ اٹھائیں گے'' (صفحہ 1864)

اس کے باوجود چیئرمین نے مفتی محمود صاحب کو ''ایک چھوٹی سی کتاب ہے اس کو سن لیں' (صفحہ 2589 پر لکھا ہے یہ کتاب 260 صفحے کی تھی) اس پر ڈسکشن ہوگی'' (صفحہ 1874) کہہ کر مفتی صاحب کو ایوان دے دیا اور انہوں نے بغیر حلف اٹھائے جماعت احمدیہ کے خلاف جو جی میں آیا کہا اور وہ تمام باتیں جن کا ردمحضر نامہ میں یا حضرت صاحب کے جرح کے نتیجہ میں ہو گیا تھا دہرا دیں۔ ایک موقع پر انہیں پانی کی ضرورت محسوس ہوئی تو میڈم چیئرمین پر برس پڑے کہ ''ان لوگوں کے لئے پانی کے گلاس پر گلاس آتے تھے مجھے ایک گلاس بھی کسی نے نہیں پوچھا'' (صفحہ 1991)

پہلے روز جب اجلاس ملتوی ہوا تو مولانا شاہ احمد نورانی کو اعتراض ہوا ''آنریبل اٹارنی جنرل جو سوالات کرتے ہیں تو اس کا definite جواب جو ہے وہ نہیں دے پاتے۔ آپ میرے خیال میں ان کو bound کریں کہ وہ

definiteجواب دیں‘‘(صفحہ 131)

چیئر مین’’ This matter can be taken up with the Attorney General.‘‘

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی یہ آپ کی پریویلیج میں ہے

جناب چیئر مین: نہیں نہیں میں نے ان کو مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی آپ کو رائٹس ہیں یہ۔

جناب چیئر مین: ہاں

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی وہ ادھر ادھر ٹال جاتے ہیں اور الٹا اٹارنی جنرل صاحب سے سوال کر لیتے ہیں۔

ایک رکن: لگتا ہے وہ جرح کر رہے ہیں

جناب چیئر مین نہیں

مولانا شاہ احمد نورانی ’’اس کا طریقہ غلط ہے‘‘(صفحہ 114)

’’ان کا جواب سمجھ میں نہیں آتا‘‘

مولانا غلام غوث ہزاروی ’’ایک بات ہے یہ حقیقت ہے کہ اٹارنی جنرل صاحب کا سوال تو ہماری سمجھ میں آتا ہے لیکن ان کا جواب سمجھ میں نہیں آتا‘‘ (صفحہ 115)

پروفیسر غفور احمد نے کہا ’’ایک سوال جب پوچھتے ہیں تو پھر وہ اس کو سائیڈ ٹریک کرتے ہیں evade کرتے ہیں‘‘ پھر فرماتے ہیں ’’حالیہ واقعات کی یہ باتیں آئیں جس طرح انہوں نے بتایا جعفر صاحب نے کہ بچوں کو ذبح کیا گیا‘‘(صفحہ 250)۔صمدانی رپورٹ کا ذکر بھی آیا کہ وہ منگوائی جائے۔ (صفحہ 1784)

پھر معاملہ گول کر دیا گیا کیونکہ ایوان کو علم تھا کہ یہ سب سفید جھوٹ ہے۔ایک موقعہ ایسا آیا کہ عین جرح کے دوران یہ سوال و جواب اراکین کے مابین ہوئے

چیئر مین نے کہا ’’دوسری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اٹارنی جنرل کے ارد گرد بیٹھے ہوئے اصحاب انہیں disturb نہ کریں اور بے صبری کا مظاہرہ نہ کریں‘‘

میاں محمد عطاء اللہ ’’میں ایک اور بات کہنا چاہتا ہوں کہ بعض لوگ جو گواہ کے طور پر موجود ہیں‘‘

چیئر مین: جی

میاں محمد عطاء اللہ ’’مثلاً مرزا طاہر احمد۔وہ غیر ضروری طور سے۔۔۔‘‘

مولانا شاہ احمد نورانی ’’ایک ادھر ان کے سیدھے ہاتھ پر‘‘

چیئر مین ہاں (صفحہ 200)

مولانا شاہ احمد نورانی ’’وہ لوگ ہنستے بھی ہیں باتیں بھی کرتے ہیں اور اس طرف دیکھ کر مذاق بھی اڑاتے ہیں اور سر بھی ہلاتے ہیں‘‘

ایک رکن میں تجویز پیش کروں گا کہ اٹارنی جنرل بھی بیٹھ کر سوال کریں۔

مولانا شاہ احمد نورانی ’’دوسری تجویز یہ ہے کہ ہمارے محترم اٹارنی جنرل صاحب جو ہیں میرا خیال ہے کہ یا تو آپ ان کو بھی کہیں کہ وہ کھڑے ہو کر جواب دیں۔۔۔ witness box میں قاعدہ بھی یہی ہے یا پھر اٹارنی جنرل صاحب بھی بیٹھ کر سوال کر لیا کریں۔

جناب چیئر مین نہیں وہ۔۔۔

مولانا شاہ احمد نورانی کیا کریں

جناب چیئر مین مولانا پہلے دن سے ہم نے۔۔۔

مولانا شاہ احمد نورانی اچھا

جناب چیئر مین ان کو اجازت دی۔۔۔ (صفحہ 201)

ایک اور رکن جناب عبد العزیز بھٹی بولے ’’جب گواہ پر اٹارنی جنرل صاحب سوال کرتے ہیں تو وہ ان کا جواب ڈائریکٹ دینے کے جس طرح ایک گواہ کا فرض ہوتا ہے وہ اس کو Avoid کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور تکرار کرتے ہیں اور پھر ساتھ ساتھ انہیں suggest کرتے ہیں کہ یہ سوال مجھ پر کریں تو میرا خیال ہے چیئر مین کا فرض ہے کہ آپ اس مسئلے میں اس حد تک انہیں چیک کریں کہ بجائے بحث مباحثہ میں پڑنے کے He should stick to the question put by the Attorney General (صفحہ 202)

مدعی بھی منصف بھی

اس پر اٹارنی جنرل صاحب نے جو نکتہ اٹھایا ہے وہ اہم ہے فرماتے ہیں

I request, he need not answer any question at all. But you, as Judges, should note that .The demeanour of the witness, his hesitation, his effort to be evasive, all these are taken into consideration and you can draw your own inference, favourable or unfavourable or adverse. And your addresses...You make a note of every thing. You give a fair decision yourselves.(203)

ایوان کی کارروائی کے بارہ میں سب سے زیادہ اہم سوال عبد الحمید جتوئی صاحب نے اٹھایا۔

”عبدالحمید جتوئی“ جناب چیئرمین ہمیں کل پتہ لگا ہے کہ ہم اس ہاؤس میں جج بنے ہیں اور ہم فیصلہ کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں ہماری پوزیشن وہی ہے جیسے کہ کسی نان ایڈووکیٹ کو ہائی کورٹ کا جج بنادیا جائے۔اور وہ فتویٰ دے اور اس جج کا جوفتویٰ ہے جج کی حیثیت سے۔۔۔میری تو عرض یہ ہے یا تو ہم اسلام کے ماہر ہوں اسلامیات پڑھے ہوں یا پروفیسر ہوں تو پھر ہم سے فتوے کی امید رکھی جاسکتی ہے لیکن ایسے حالات میں ہمارے لئے As a lay man مشکل ہے کہ ہم جج بنیں۔

جناب چیئرمین: آپ نے فتویٰ نہیں دینا آپ نے فیصلہ کرنا ہے۔

جناب عبدالحمید جتوئی: فیصلہ کرنا ہے؟

جناب چیئرمین: فیصلہ کرنا ہے

جناب عبدالحمید جتوئی: فیصلہ کرنے کا حق اس آدمی کو کیسے حق دے سکتے ہیں جس کو فیصلے کے قانون کا پتہ نہ ہو؟

انتہائی زیادتی ہے ہمارے ساتھ“ (صفحہ 256)

یعنی سارے ارکین جج ہیں اور انہیں ایک جج کی طرح ذمہ داری سے بات سننی چاہیئے اور منصفانہ فیصلہ کرنا چاہیئے۔مگر اسی ایوان کے اراکین جج ہوتے ہوئے گواہ بنے اس بنیاد پر حلف نہیں اٹھایا کہ ہم گواہ نہیں جج ہیں مگر پھر گواہ بھی بن گئے۔

(صفحہ 1875)

ایک موقعہ پر احمد رضا قصوری نے نکتہ اٹھایا ”کہ ارکان کی تجاویز ریکارڈ پر نہیں آنی چاہئیں کیونکہ کل کلاں یہ ریکارڈ دوسروں کے ہاتھ میں گیا تو اعتراض ہوگا کہ یہ لوگ تو جج بھی تھے اور سرکاری وکیل بھی بنے ہوئے تھے“ (صفحہ 675) مگر انہیں کیا پرواتھی؟

مولانا غلام غوث ہزاروی ”یہ جو فرمایا جاتا ہے کہ کافر کافر ہے اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے اب دونوں لفظوں کو دہرانا چاہیئے باقاعدگی کے ساتھ اور اس بات کو نوٹ کرا دینا چاہیئے باقاعدہ کہ ملت سے خارج ہے اور اسلام سے خارج ہے“۔

جناب چیئرمین یہ نوٹ ہو چکا ہے نوٹ ہو چکا ہے

(صفحہ 205)

ایک رکن ”سر یہ دو دائروں کے چکر میں ڈال دیا ہے ہم کو“

(صفحہ 206)

اسی طرح جب حوالے دینے کی نوبت آتی ہے وہ حوالہ دیتے ہیں وہ نہیں ملتا تو اس کا رد یوں کرتے ہیں ”جلدیں مختلف ہوتی ہیں ہم صفحہ اور لکھتے ہیں اور کتاب ہمارے پاس دوسری قسم کی آجاتی ہے ہمارے پاس تین حوالے تھے اب ہم وہ ٹٹول رہے ہیں“ (صفحہ 300)

مولانا شاہ احمد نورانی فرماتے ہیں ”میرے خیال میں Misunderstanding تھوڑی سی ہے آپ اس پر غور فرمائیں کہ انہوں نے جو یہاں کتابیں رکھی ہوئی ہیں یہ وہ ہیں جو ربوہ کی چھپی ہوئی ہیں اور اسی پر نشان لگے ہوئے ہیں جن حضرات نے سوالات کئے ہیں انہوں نے ان کتابوں کو دیکھ کر جو ان کی ذاتی ہیں یا پرسنل ہیں انہوں نے ان میں سے ریفرنسز دیئے ہیں“ (صفحہ 124)

اس پر چیئرمین نے کہا ”اگر آپ نے work دکھانا ہے تو یہ نہیں ہے کہ ایک حوالہ تلاش کرتے ہی آدھا گھنٹہ لگ جائے The change of edition or print at Rabwah or Qadian is no excuse or you say کہ یہ ریفرنس نہیں ہے غلط دیا یا کتاب ہی نہیں exist کرتی“

(صفحہ 426)

مولانا ظفر احمد انصاری نے طریق کار کی وضاحت کرتے

سردار عنایت الرحمن عباسی صاحب نے علی الاعلان کہا ''میں یہ چاہتا تھا کہ مفتی محمود صاحب یہاں تشریف رکھتے تو میں ان سے پوچھتا۔ خدا کیلئے مرزائیوں کا جو مسئلہ ہے وہ بالکل واضح ہے۔ جو مواد انہوں نے ہاؤس کے سامنے رکھا ہے ہمارے علمائے کرام پر بہت بڑا دھبہ ہے ایک اتنا بڑا چارج ہے میں یہ سمجھتا ہوں اس چارج سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے انہیں عوام کے سامنے آنا چاہئیے

ہوئے اٹارنی جنرل کو ہدایت کی ''یہ جو تحریری بیان دینے کا سلسلہ انہوں نے شروع کیا اس کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے۔ کافی طویل بیان وہ اپنے محضرنامے میں دے چکے ہیں اور جہاں تک ہو یعنی بغیر اس کے کہ انہیں Annoy کریں انہیں Offend کریں ہم اس کو Discourage کریں کہ وہ چیزوں کے تحریری بیانات دیں۔۔۔'' جناب یحیٰی بختیار ''نہیں جی انہوں نے ایک جواب دیا میں نے انہیں کہا آپ فائل نہ کریں آپ پڑھ کر سنائیں میرا اپنا یہ خیال ہے جتنا زیادہ بولیں اتنا ہی زیادہ contradiction ہوتی ہے'' (صفحہ 540) حضرت صاحب کی گواہی ختم ہوئی تو فرمایا ''میں صرف ایک بات آپ کی اجازت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر دل کی گہرائیاں چیر کر میں آپ کو دکھا سکوں تو وہاں میرے اور میری جماعت کے دل میں اللہ تعالیٰ، جیسا کہ اسلام نے اسے پیش کیا ہے دنیا کے سامنے، اور حضرت خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عشق کے سوا اور کچھ نہیں پائیں گے شکریہ'' (صفحہ 1540)

ساری جرح میں ایک موقع ایسا آیا جب حضرت صاحب نے فرمایا ''جو آپ کا فقرہ ہے ناں اس پر اعتراض کرتا ہوں میرا اعتراض یہ ہے کہ آپ میرے اور ہمارے جذبات کا خیال نہیں رکھ رہے''

یحیٰی بختیار:

''I am sorry, I do not want to hurt your feelings'' (page 447)

27 اگست 1974ء کو جماعت احمدیہ لاہور کے وفد کی گواہی شروع ہوئی مولوی صدرالدین صاحب امیر وفد کے سربراہ تھے مگر گواہی میاں عبدالمنان عمر نے دی جس کی پوری ذمہ داری مولوی صدرالدین صاحب نے قبول کی۔ دونوں گواہوں سے حلف لیا گیا۔ جماعت احمدیہ کے وفد کے ایک رکن مولانا ابوالعطاء صاحب کو ایک موقعہ پر حضرت صاحب نے مولانا ظفر احمد انصاری کے عربی سوالات کا جواب دینے کی اجازت دی مگر اٹارنی جنرل نے کہا بہتر ہے حضرت صاحب خود ہی جواب دیں اس لئے ساٹھ گھنٹے تک حضرت صاحب خود ہی جواب دیتے رہے۔

ان گواہوں کے بیانات کے بعد مولویوں کی بن آئی اور وہی لوگ جو جج تھے پراسیکیوٹر بن کر کھڑے ہو گئے اور جماعت کے خلاف تمام تر لٹریچر ملت اسلامیہ کا متفقہ فیصلہ کے عنوان سے اور مرزائی مغالطے مرزائیت کی اسلام دشمنی اور جماعت کے خلاف جاری ہونے والے تمام عدالتی فیصلہ جات خواہ وہ اپیل میں رد بھی ہو چکے ہوں درج کر دئے گئے اور ریکارڈ کا حصہ بنا دئے گئے۔ صرف جماعت احمدیہ کا محضرنامہ نہیں درج ہوا اس کا اپنی دانست میں کیا ہوا محاکمہ مفتی محمود، غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم صاحب نے ریکارڈ کا حصہ بنایا۔

جب بحث سمیٹنے کی نوبت آئی تو بھی اٹارنی جنرل نے محضرنامہ کا جواب نہیں دیا مفتی محمود صاحب کے ''ملت اسلامیہ کے نام نہاد متفقہ فیصلہ'' کو بنیاد بنا کر بحث کی۔ مگر سردار عنایت الرحمن عباسی صاحب نے علی الاعلان کہا:

''میں یہ چاہتا تھا کہ مفتی محمود صاحب یہاں تشریف رکھتے تو میں ان کے سامنے گذارش کرتا اور ان سے پوچھتا۔ خدا کے لئے مرزائیوں کا جو مسئلہ ہے وہ بالکل واضح ہے۔۔۔ جو مواد انہوں نے ہاؤس کے سامنے رکھا ہے ہمارے علمائے کرام پر بہت بڑا دھبہ ہے ایک اتنا بڑا چارج ہے میں یہ سمجھتا ہوں اس چارج سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے انہیں عوام کے سامنے آنا چاہئیے۔ آپ کے یعنی مفتی صاحب کے جوابات میں نے پڑھے طویل ڈکشنری میں جس طرح انہوں نے اپنے تمام علم کا ذخیرہ اکٹھا کر دیا تھا سب میں نے دیکھا میں نے پڑھا، لیکن کہیں ایک جھلک ان چارجز کی ان حقائق کی، جو انہوں نے (مرزا ناصر احمد نے)

پیش کئے (خدا جانے وہ سچے ہیں یا جھوٹے ہیں) اگر وہ جھوٹے بھی ہوں تو عقلی طور پر میں تسلیم کرتا ہوں، اب آپ نے ان کی تردید نہیں کی تو میرے پاس کیا جواب ہے؟'' (صفحہ 1586)

اس پر کرنل حبیب احمد صاحب نے ایزاد کیا ''عباسی صاحب جو تقریر فرما رہے ہیں وہ نہایت مدلل اور Convincing ہے۔ اب میں یہ کہتا ہوں کہ وہ ریکارڈ پر بھی آئے گی یہ تاریخ ہے اور ایک اسلامی تاریخ ہے تو کیا وجہ ہے کہ انہوں نے جو جواب یہاں دیئے ان دلائل کو زیر بحث نہ لایا گیا؟۔ ان کے مؤقف کو جو نہایت خطرناک تھا ان کے جوابات کتاب کی شکل میں کیوں نہ آئے؟ چونکہ میرا بیٹا اور اس کا بیٹا ہماری نسلوں کی نسلیں بھی ان کو پڑھیں گی ہمارے علماء کے بیانات پڑھیں گے تو وہ اپنے ذہن میں کیا تصور پیش کریں گے''؟ (صفحہ 2713)

غرض ان دو ارا کین کمیٹی کی نگاہ میں علماء سے جماعت احمدیہ کے محضر نامہ کا کوئی جواب بن نہیں پڑا۔

سپیشل کمیٹی کے آخری اجلاس میں 117 ارکان حاضر تھے (صفحہ 3072) جنہوں نے احمدیوں کو ناٹ مسلم قرار دینے کا فیصلہ کیا اور قومی اسمبلی نے اسے قانون کی شکل دے دی۔

ایک عجیب اتفاق ہے کہ اس کمیٹی کے 24/اگست 1974 کے اجلاس کے دوران احمد رضا قصوری نے ایوان میں شکایت کی کہ ساڑھے تین بجے وہ اپنی قیام گاہ کی طرف واپس جارہے تھے کہ نامعلوم جیپ سواروں نے ان پر سٹین گن سے قاتلانہ حملہ کیا مگر بزرگوں کی دعاؤں کے طفیل وہ بچ گئے۔ مقدمہ درج کروا دیا گیا ہے مگر اس ایوان کا فرض ہے کہ وہ اپنے اراکین کی حفاظت کرے۔ (صفحہ 1416)

تاریخ کی عجیب ترستم ظریفی

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ اسی رکن اسمبلی پر ایک بار پھر قاتلانہ حملہ ہوا مگر اس میں ان کے والد محترم جاں بحق ہوئے جن کے قتل کی پاداش میں اس ایوان کے قائد اور اس سپیشل کمیٹی کے قائم کرنے والے بھٹو صاحب تختہ دار تک پہنچے۔ ع

جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

سپیشل کمیٹی کے اجلاس میں ایک مخصوص شخصیت پر قاتلانہ حملہ کا اندراج تاریخ کی عجیب ترستم ظریفی ہے۔

(بشکریہ ہفت روزہ لاہور مئی 2012ء)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تیسری بڑی گھمبیر تباہی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''(مومن) ملکوں کی عمومی حالت اور فسادات سے بچنے کے لئے بھی بہت زیادہ دعا کریں۔ اکثر ملک آجکل بہت بُرے حالات میں سے گزر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شر پسندوں کے شر سے (دین حق) اور (مومنوں) کو محفوظ رکھے۔ اکثر (۔) ملکوں میں جیسا کہ میں نے کہا اندرونی فساد اور شر بھی ہیں جن سے وہاں امن برباد ہو رہا ہے اور بجائے ترقی کے تیزی سے پیچھے کی طرف جارہے ہیں۔ دنیا کی عمومی معاشی حالت بھی بے چینیاں پیدا کر رہی ہے جس کا اگر یہاں مغرب پہ اثر ہے تو (مومن) ملکوں پہ مشرق میں بھی اور ہر جگہ اثر ہے۔ اور پھر ایک تیسری بڑی گھمبیر صورتحال جو پیدا ہو رہی ہے اور ہونے والی ہے وہ بظاہر جو لگ رہا ہے کہ دنیا عالمی جنگ کی طرف بھی بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ انسانیت پر رحم کرے۔ اُن کو عقل اور سمجھ عطا فرمائے۔ ہمیں اِن دنوں میں بہت زیادہ دعائیں بھی کرنی چاہئیں اور ہر قسم کی احتیاطی تدابیر بھی کرنی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے۔''

(خطبہ جمعہ 2/دسمبر 2011ء بمقام بیت الفتوح لندن بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 23 تا 29 دسمبر 2011ء)

(قسط دوم)

بچوں کی نگہداشت اور والدین کی ذمہ داریاں

(مکرم ڈاکٹر ظفر وقار کاہلوں، ٹورانٹو، کینیڈا)

گزشتہ قسط میں خاکسار نے بچوں کی تربیت کے حوالہ سے بعض بنیادی نکات کی طرف احباب کی توجہ مبذول کروائی تھی جن کا مقصد بالخصوص والدین کی اولاد کی طرف توجہ اور انہیں وقت دینا اور نظام جماعت سے وابستگی جیسے بنیادی عوامل شامل تھے۔ علاوہ ازیں بچوں کی نگہداشت، غذا، تربیت کے بارہ میں احتیاط اور سکول کی پڑھائی وغیرہ کے مراحل شامل تھے۔

راہنمائی، مدد، حوصلہ افزائی

والدین کو بچے کے سکول، محلے اور رشتہ داروں میں سے ہم عمر دوستوں کے انتخاب میں راہنمائی اور مدد کرنی چاہئے اُنہیں ہمیشہ بچے کے تمام دوستوں کا علم ہونا چاہئے اور بچے کو پڑھائی یا ہوم ورک میں مدد کی غرض سے دوستوں کے گھروں میں نہیں جانے دینا چاہئے کیونکہ بظاہر اچھے دوستوں کے توسط سے قباحتیں جنم لے سکتی ہیں۔ پڑھائی میں بچے کی ہر مرحلہ پہ حوصلہ افزائی انعام دیکر کرنی چاہئے اس سے بچہ پڑھائی میں حیرت انگیز ترقی کرسکتا ہے، سکول کے ہوم ورک اور دیگر پڑھائی میں والدین کو بچے کی راہنمائی اور مدد کرنی چاہئے لیکن یہ اس انداز سے نہ ہو کہ بچہ انحصار کرنے لگے اور اسکے بغیر دو قدم بھی نہ چل سکے، پڑھائی میں جو مضامین بچے کو نسبتاً مشکل یا خشک boring محسوس ہوں اُن میں دلچسپی اور بہتری لانے کیلئے بچے کو اُن کیلئے درکار طریقہ کار اور نسبتاً زیادہ وقت مختص ہو اور اُن کی اہمیت اور فوائد سے آگاہ کیا جائے دوسری طرف بچے کیلئے جو مضامین آسان ہوں اُن میں بچہ پوری دلچسپی لیتا رہے تا اُن میں کمزوری نہ آئے آسان مضامین بچے کے گریڈز کو بہتر بنانے میں مدد کرتے ہیں، والدین کو گاہے بگاہے پڑھائی میں ٹیسٹ بھی لیتے رہنا چاہئے۔ پڑھائی کے علاوہ بچے میں مختلف کھیلوں اور تقاریر کی مہارت بھی پیدا کرنی چاہئے۔ بچوں کے ساتھ والدین کو روزانہ کُچھ وقت ضرور گذارنا چاہیے اور بچوں کی عمر کے لحاظ سے اُنکی کھیلوں میں شامل ہونا چاہئے۔ بچوں کو کسی بات سے منع کرنا ہو یا کرنے کا کہنا ہو تو اسکی وجہ بتانی چاہئے، فیصلہ ٹھونسنے سے بُرے نتائج نکلتے ہیں، بچے کو سکول کے زمانے سے ہی بعض باتوں میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار دینا چاہئے مثلاً بچے کے کمرے میں فرنیچر وغیرہ کی ترتیب، بچے کے جوتوں اور کپڑوں کا انتخاب، اسکے علاوہ گھریلو اُمور میں جب کوئی فیصلہ کرنا ہو تو بچے کو بھی مشورہ میں شامل کرنا چاہئے اور حتمی فیصلہ کرنے پہ اُسکی وجہ، فوائد، ممکنہ نقصانات بتانے چاہئیں اور دیگر متبادلات کے نقصانات اور فوائد بھی بتانے چاہئیں یوں بچہ تمام اُمور میں دلچسپی لیتا ہے اور اُس کا علم بڑھنے کے علاوہ اُسکے والدین پہ اعتماد اور تعلق میں مضبوطی آتی ہے ان جملہ اُمور سے بچے میں خود اعتمادی، ذمہ داری اور فیصلہ کرنے کی قابلیت پیدا ہوتی ہے بصورتِ دیگر بچگانہ ذہنیت سے نکلنا محال ہو جاتا ہے۔ بچے میں اس بات کی عادت اور صلاحیت پیدا کرنی چاہئے کہ وہ اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کی پڑھائی میں مدد کرسکے اس سے بچے کی تعلیمی استعداد بڑھنے کے علاوہ بچے میں خود اعتمادی بھی بڑھتی ہے۔ بچے کے علمی وجسمانی میدانوں میں کامیابی کے میڈلز اور اسناد وغیرہ گھر میں نمایاں جگہ پہ آویزاں کرنے سے بچوں میں مزید محنت اور مقابلہ کی اُمنگ بیدار رہتی ہے۔

نظم وضبط اور متوازن شیڈول

بچے کو سکول کی پڑھائی میں نمایاں کارکردگی دکھانے کیلئے

ایک اہم شرط یہ ہے کہ بچہ پوری طرح منظّم ہواور ایک متناسب، متوازن اور مربوط ٹائم ٹیبل کے مطابق اپنا شیڈول ترتیب دیتے ہوئے اس پہ باقاعدگی سے عمل کرتا ہو، اس ٹائم ٹیبل کی ایک کاپی بچے کے کمرے میں آویزاں ہو، ایک بچے کی جیب میں اور ایک والدین کے پاس ہو، موسم اور حالات کے مطابق بچے سے اس میں باہم مشورہ سے تبدیلی کراتے رہنا چاہئے۔ اسکے علاوہ عام معمول سے ہٹ کر کوئی اہم کام کسی دن ہو تو بچے کو عادت ڈالیں کہ وہ الگ کاغذ پہ لکھ کر اپنی جیب میں اور اپنے سٹڈی ٹیبل پہ رکھ لیا کرے۔ بچوں کو سکھانا چاہئے کہ وہ سکول سے آنے پہ فوراً اپنا لباس بدلیں، جرابیں جوتے مقررہ جگہ پہ رکھیں۔ گرمیوں میں عشاء کی نماز کے بعد یہ اُصول ہو کہ کوئی بات نہیں کرنی اور سو جانا ہے اور صبح فجر کی نماز پہ اُٹھ کر تلاوت کرنے کے بعد سیر کرنے جانا ہے جبکہ سردیوں میں عشاء کی نماز کے بعد پڑھائی کیلئے کچھ وقت مقرر کرنا چاہئے۔ بچوں کو ہمیشہ صاف ستھرا شریفانہ لباس پہنانا چاہئے اور لباس کے بارہ میں نفاست اور سادگی سکھانی چاہئے۔ بعض بچے اپنے سکول کے ساتھیوں سے متاثر ہو کر غیر مہذب لباس loose and extra-long jeans وغیرہ کی طرف راغب ہونے کی کوشش کرتے ہیں اور بعض اپنی گفتگو اور طرزِ بیان میں بھی یہ غیر مہذب طریق slangs وغیرہ اپنانے کی کوشش کرتے ہیں ایسی باتوں پہ ہمیشہ والدین کی نظر رہنی چاہئے کیونکہ معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دینا خطرناک نتائج کا پیش خیمہ بن سکتا ہے، بعض والدین اپنے پیار کا اظہار کرنے کیلئے بچوں کو بچپن سے ہی رقم دینا شروع کر دیتے ہیں اس سے احتراز کرنا چاہئے، جب ضرورت پڑے تو صرف اُسی قدر رقم دینی چاہئے ورنہ بچہ آوارگی اور مضرصحت چیزوں کا عادی بن سکتا ہے، سکول کیلئے گھر سے لنچ دینا چاہئے جو کم خرچ ہونے کے علاوہ صحت کیلئے بھی مفید ہوتا ہے جبکہ بصورتِ دیگر بچہ مضرصحت بازاری کھانوں، فاسٹ فوڈ اور مشروبات وغیرہ کا رسیا بن سکتا ہے۔ بچہ جب سکول جانا شروع کرے تو پڑھائی کی وجہ سے نمازوں میں سستی نہیں آنی چاہئے اگر کبھی ادائیگی نماز لیٹ ہو جائے تو بچہ قضا نماز پڑھے لیکن حتی الوسع بروقت نماز پڑھنے کا عادی ہو، نماز کے معاملے میں سختی برتنے کی بجائے نماز کی حکمت، ضرورت اور فوائد بتا کر عادی بنانے کی کوشش کرنی چاہئے تا یہ عادت زندگی میں دوام اختیار کر سکے۔ اور بچہ اللہ تعالیٰ پہ توکل کرنیوالا اور ہر چھوٹی بڑی ضرورت کیلئے دعا کرنے کا عادی ہو۔ ان تمام اُمور کے سکھانے میں والدین کا اپنا عملی نمونہ کلیدی اہمیت رکھتا ہے۔ اگر والدین کے قول وفعل میں تضاد ہوگا تو بچوں پہ کہنے کا اثر نہیں ہوگا اور والدین کے بارہ میں غلط تاثّر قائم ہوگا۔

کارٹون، ویڈیو گیمز، کمپیوٹر، موبائل فون

بعض والدین کارٹون اور ویڈیو کھیلوں کو بے ضرر خیال کرتے ہوئے بچوں کو ان میں مشغول کر کے گلو خلاصی کی کوشش کرتے ہیں جو ایک خطرناک حرکت ہے ان فضولیات سے بچوں کو دور رکھنا ضروری ہے۔ جدید تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ یہ نہ صرف بچوں کو پڑھائی میں کمزور کر دیتی ہیں بلکہ بچوں کو جسمانی اور اخلاقی طور پہ ناقابلِ تلافی نقصان پہنچاتی ہیں، ان کی بجائے جس قدر ممکن ہو والدین کو چاہئے کہ بچوں کو وقت دیا کریں، ساتھ بٹھا کر اُنکے لحاظ سے مناسب ٹی وی پروگرام دکھائیں، لغو اور بیہودہ پروگرام بچوں پہ بہت جلد منفی اثر ڈالتے ہیں ان سے بچنا اور بچوں کو بچانا ضروری ہے۔ بوقتِ ضرورت بچوں کو کمپیوٹر استعمال کرانا چاہئے لیکن اپنی موجودگی میں اور اپنے کمرے یا ڈرائینگ روم میں سب کی موجودگی میں، رات گئے جب باقی گھر والے سور ہے ہوں کمپیوٹر استعمال کی اجازت نہیں دینی چاہئے اور نہ ہی دوسروں کے گھروں میں کمپیوٹر استعمال کی غرض سے جانے دینا چاہئے بچوں کو خود ای میل اکاؤنٹ کھول کر دینا چاہئے جس کا Password والدین کو معلوم ہو۔ بچوں کو chating سے اجتناب کرانا چاہئے لیکن انداز زبردستی والا نہ ہو، اگر اجازت دینی پڑے تو اپنے جاننے والوں تک محدود ہو۔ موبائل فون کے بیشک

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے لجنہ اماء اللہ اور خدام الاحمدیہ کے اجتماعات سے خطابات جو الازھار لذوات الخمار اور مشعل راہ کے ناموں سے شائع ہو چکے ہیں بالخصوص ٹین ایج کی تعلیم وتربیت کے لئے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں

کئی فوائد ہیں لیکن بچوں کی ذہنی ناپختگی کی عمر میں موبائل فون کے نقصانات فوائد کے مقابل زیادہ ہو سکتے ہیں کیونکہ بچے لغو ضرررساں مصروفیات اور دوستیوں میں پڑ کر پڑھائی اور اخلاقیات کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

بری صحبت سے بچائیے

بچہ جب بڑا ہو کر سکول میں جانا شروع کرتا ہے تو بعض دفعہ وہاں آوارہ گردی کی طرف مائل طلباء کے گروہ ہوتے ہیں جو اکیلے کمزور طلباء کو مار پیٹ کر ہنسی مذاق اور اپنا رعب جمانے کی کوشش کرتے ہیں وہ عموماً سگریٹ نوشی، منشیات اور دیگر لغویات میں بھی ملوث ہو سکتے ہیں۔ بچے کو ایسے گروہوں کے شر سے بچنے کی حکمت عملی بھی سکھانی چاہیئے۔ اوّلین علاج اُن سے دور رہنا ہے بچے کو چاہیئے کہ وہ اُن کو دیکھ کر دور ہی سے اپنا رستہ بدل لیا کرے اگر کبھی اتفاقاً سامنا ہو جائے اور وہ تمسخر اور طنز کریں تو جوابی تمسخر یا دفاع کرنے کی بجائے ہنسی میں ٹالتے ہوئے نظر انداز کر دے اور مناسب طریق سے اُن سے علیحدگی اختیار کر لے، جم اور سپورٹس کلب وغیرہ میں جہاں ایسے عناصر ہوں وہ جگہ چھوڑ دیں یا کسی ایسے وقت کا انتخاب کرے جب وہ موجود نہ ہوں، سکول میں تنہائی کی بجائے اچھے دوستوں کے ساتھ رہے اور کبھی کوئی مسئلہ پیش آئے تو والدین کو ضرور بتائے۔ کئی بظاہر اچھے لڑکے جو عموماً لڑائی جھگڑوں سے تو دور رہتے ہیں مگر وہ دیگر اخلاقی برائیوں مثلاً فحش مواد والی انٹرنیٹ سائیٹ اور رسالوں کے گرویدہ ہوتے ہیں بچوں کو اُن کی صحبت سے بچانا بھی ضروری ہے ایسے شیطانی کاموں میں کشش ہوتی ہے لہٰذا ہمہ جہت اور ہمہ وقت بچوں کی تربیت پہ نظر رہنی ضروری ہے۔ بچوں کی عمر کا 10 سے 20 سال کے درمیان کا عرصہ بہت نازک ہوتا ہے اور معمولی سی لاپرواہی خطرناک ثابت ہو سکتی ہے اس عمر میں کئی بچے ناراض ہو کر گھر سے نکل جاتے ہیں اور بُری صحبت کا شکار ہو کر اپنا مستقبل برباد کر بیٹھتے ہیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لجنہ اماء اللہ اور خدام الاحمدیہ کے اجتماعات سے خطابات جو الازھار لذوات الخمار اور مشعل راہ کے ناموں سے شائع ہو چکے ہیں بالخصوص ٹین ایج کی تعلیم وتربیت کے مسائل کے حوالہ سے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں

صحبت صالحین کا میسر روحانی مائدہ

ماحول اور صحبت ہر عمر کے شخص پہ براہِ راست اثر ڈالتے ہیں۔ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے یہ مثل سب پہ صادق آتی ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ کئی اچھے خاصے صاحبِ اخلاق بالغ و باشعور افراد مغربی ممالک میں آنے کے بعد یہاں کی مادّیت پرستی میں رنگے جاتے ہیں اور مہمان نوازی، رشتہ داروں، دوستوں کے حقوق اور دیگر ایسے اخلاقِ حسنہ سے تہی دست ہو جاتے ہیں حالانکہ اپنے مُلک میں وہ ان اخلاقِ حسنہ سے خوب مزین تھے، جہاں تک بچوں کا تعلق ہے وہ بڑوں کی نسبت اپنے ماحول اور ساتھیوں سے زیادہ گہرا اور دیرپا اثر لیتے ہیں اور یہ عناصر اُن کی شخصیت کی تعمیر میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں، صالحین کی صحبت ماحول کے زنگ دور کر کے پاک کرنے کی صلاحیت کایا پلٹنے کی تاثیر رکھتی ہے۔ اس ضمن میں سب احمدی والدین کیلئے خلیفہ وقت کی بابرکت صحبت سے بچوں کو فیضیاب کراتے رہنا اوّلین ترجیح ہونی چاہیئے، MTA کے پروگرام جن میں حضور انور بچوں کی کلاسز میں بنفس نفیس شامل ہوتے ہیں، بچوں کی جب ممکن ہو خلیفۂ وقت سے ملاقات اور ہر ماہ کم از کم ایک

دعائیہ خط کے ذریعہ ایک مضبوط تعلق پیدا کرانا چاہئے۔اسکے علاوہ بعض نمایاں دینی و دُنیوی ممتاز شخصیات سے متعارف کرایا جاسکتا ہے اور وہ کُچھ وقت اُن کی صحبت میں گزاریں، اِن سکالرز سے بچوں کا ذاتی تعلق ان کیلئے تعلیم و تربیت میں مفید ثابت ہوسکتا ہے۔

سکول کی پڑھائی کے علاوہ بچے کی عمر کی مناسبت سے مفید مذہبی کتب جیسے مسیحِ پاکؑ ، خلفا احمدیت، دیگر علمائے سلسلہ کی کتب نیز جماعتی رسائل بچے کو مہیا کریں اور روزمرہ معمول میں پڑھائیں مگر چھٹیوں میں یہ کتب خاص اہتمام سے پڑھانی چاہئیں اور پھر ٹیسٹ لے کر اچھی کارکردگی پر انعام دیں۔اگر بچہ ان چھٹیوں میں بالکل فارغ رہے یا انٹرنیٹ کی مخرب اخلاق لغویات میں پڑ جائے تو بچے کی پڑھائی اور تربیت کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے، نیز اگر والدین لغوٹی وی ڈرامے، فلمیں وغیرہ دیکھنے میں انہماک رکھتے ہوں تو بھی بچوں پہ منفی اثر پڑسکتا ہے۔پھر ریسلنگ اور پُرتشدد پروگرام وغیرہ سب بیہودگیاں ہیں جن سے بچوں کو بچانا ضروری ہے،ان فضولیات کی بجائے مفید اور مثبت کاموں میں وقت صرف ہونا چاہئے۔بچوں کی پڑھائی کے زمانہ میں ملازمت نامناسب ہوتی ہے۔ملازمت کی وجہ سے بچے ذہنی ناپختگی کی عمر میں بدصحبت اور جیب میں رقم آنے سے بگڑ سکتے ہیں اور بدعادات کا شکار ہوسکتے ہیں۔رخصتوں میں ذیلی تنظیموں اور جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا تعلیم و تربیت کیلئے نہایت ضروری ہے۔اس ضمن میں جماعتی ڈیوٹیاں بہت مفید رہتی ہیں۔بچپن کی عمر میں بچوں کو کہانیاں سننے کا بہت شوق اور لگن ہوتی ہے جس کیلئے رات کو سونے سے پہلے کا وقت مناسب ہوتا ہے۔اگر کہانی کے انداز میں بچوں کو سبق آموز واقعات سنائے جائیں تو ان کا دوررس اثر ہوسکتا ہے۔اس کیلئے قُرآن کریم میں بیان شدہ واقعات ایک زبردست منبع ہیں پھر تاریخِ اسلام کے اوّلین دور کے بے شمار واقعات ہیں اسی طرح سیدنا حضرت مسیح موعودؑ، خلفاء سلسلہ اور رفقاء کرام کے دور کے واقعات ہیں۔ان سب کیلئے ہمیں بچوں کو حضور انور کے خطبات سنانے اور دکھانے کا اہتمام کرنا چاہئے۔اس کے علاوہ بچے کو اپنے والد اور والدہ کی خاندانی تاریخ ، جماعت کیلئے خدمات کے ایمان افروز واقعات بھی سنانے چاہئیں نیز مختلف مواقع پہ کی جانے والی دعائیں ترجمہ کیساتھ سکھا کر اُنکی قبولیت کے واقعات بھی سنانے چاہئیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بچوں کی نگہداشت اور تربیت کی ذمہ داریاں باحسن رنگ میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

دعائیں میرے بزرگوں کی

(مکرم عبدالکریم قدسی صاحب)

نہ ختم ہونگی عطائیں میرے بزرگوں کی
ہیں ساتھ میرے دعائیں میرے بزرگوں کی
رہِ وفا میں مجھے راستہ دکھاتی ہیں
وہ لازوال وفائیں میرے بزرگوں کی
کسی بھی حال میں چھوٹے نہ دامنِ بیعت
ابھی ہیں تازہ صدائیں میرے بزرگوں کی
بچھی ہوئی ہیں عقیدت سے شہر مُرشد میں
محبتوں کی ردائیں میرے بزرگوں کی
مہک رہی ہیں ابھی تک جو نور و نکہت سے
وہ راہیں دیکھنے آئیں میرے بزرگوں کی
پلایا دودھ وہ جس میں رِیا کی چھینٹ نہ تھی
کمال مائیں تھیں ، مائیں میرے بزرگوں کی
میں بزمِ شوق میں آیا ہوں اس لئے قدسیؔ
کہ کوئی بات سنائیں میرے بزرگوں کی

وقت کی قدر و منزلت

''اَنْتَ الشَّیْخُ الْمَسِیْحُ الَّذِیْ لَا یُضَاعُ وَقْتُہٗ''

(مکرم ندیم احمد فرخ صاحب)

''بیشک نماز اہل ایمان پر مقررہ وقت پر ادا کرنا فرض کیا گیا ہے۔'' قرآن کی اس آیت سے وقت کی اہمیت واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ نظام کائنات کو ایک وقت مقررہ کے اصولوں کے مطابق چلا رہا ہے جس سے انسان کو یہ پیغام ملتا ہے وہ بھی اپنی زندگی اصول، ٹائم ٹیبل اور وقت مقررہ کے مطابق مستقل مزاجی سے چلائے تو کامیابی اس کا مقدر بنے گی۔

دوسری صورت میں یہ تنبیہ بھی ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ ہمیں پھر دنیا میں لوٹا دیا جائے تو ہم جو کچھ بے مقصد اعمال بجالاتے تھے ان کی جگہ دوسرے بھلے عمل کرنے لگ جائیں! سورہ اعراف کی 54ویں آیت میں اس بات کا ذکر کیا گیا ہے۔ انسان کا اس دنیا میں دوبارہ آنا تو ناممکن ہے تاہم اس آیت سے وقت کی قدر و قیمت معلوم ہوتی ہے۔

بعض قوموں کی تباہی کی ایک بڑی وجہ وقت کا ضیاع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے کے مامور کو الہاماً بتایا کہ اَنْتَ الشَّیْخُ الْمَسِیْحُ الَّذِیْ لَا یُضَاعُ وَقْتُہٗ کہ تو وہ بزرگ مسیح ہے جس کے وقت کا ضیاع نہیں کیا جائے گا۔ پس ہم نے جو اس مسیح بزرگ کی بیعت کی اپنی زندگیوں کا جائزہ لینا ہوگا کہ کہاں کہاں وقت ضائع ہوتا اور ہمیں اس بات کا احساس بھی ہے کہ نہیں۔ اپنے قیمتی اوقات بچا کر سلسلہ احمدیہ کی خدمت کیلئے بہت سا وقت نکالا جا سکتا ہے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''والسعید من ادرک الوقت و ما اضاعه بالغفلة''

''اور سعادت مند وہ ہے کہ جس نے وقت پایا اور پھر اُسے غفلت میں ضائع نہ کیا۔''

(اعجاز المسیح روحانی خزائن جلد 18 صفحہ نمبر 73)

وقت ضائع کرنا ایک ناقابلِ تلافی نقصان ہے جو وقت گزر جاتا ہے وہ کبھی واپس نہیں آتا۔ قومی اور ملی مفاد کی خاطر وقت ضائع کرنے کی عادات کو بکلی ترک کرنا ہوگا۔

زندہ قومیں اپنے وقت کا ایک ایک لمحہ کام میں لگاتی ہیں اور ان کے وقت کی قدر کرنے کی وجہ سے وہ کامیاب ہوتی ہیں اگر انسان وقت ضائع کر بیٹھے تو سمجھو موت آگئی جیسا کہ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:

''اگر ایک منٹ تمہارا ضائع ہو جائے تو سمجھو کہ موت آگئی۔'' (مشعل راہ جلد 1 صفحہ 501)

وقت کی قدر و قیمت سمجھنے اور پھر وقت کے ضیاع سے بچنے کا درس ہمیں دامنِ مسیح پاکؑ اور دامنِ خلافت سے ملا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب ہو کر فرمایا۔

''اَنْتَ الشَّیْخُ الْمَسِیْحُ الَّذِیْ لَا یُضَاعُ وَقْتُہٗ'' یعنی تو وہ بزرگ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔

(تذکرہ صفحہ:401)

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''عمر ایسی بے اعتبار اور زندگی ایسی ناپائیدار ہے کہ چھ ماہ اور تین ماہ تک زندہ رہنے کی امید کیسی۔ اتنی بھی امید اور یقین نہیں کہ ایک قدم کے بعد دوسرے قدم اُٹھانے تک زندہ رہیں گے یا نہیں۔ پھر جب یہ حال ہے کہ موت کی گھڑی کا علم نہیں ...... تو دانشمند انسان کا فرض ہے کہ ہر وقت اس کے لئے تیار رہے۔'' (ملفوظات جلد 2 صفحہ 68)

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ مزید فرماتے ہیں:

''یاد رکھو قبریں آوازیں دے رہی ہیں اور موت ہر وقت قریب ہوتی جاتی ہے۔ ہر ایک سانس تمہیں موت کے

”وقت قیمتی ہوتا ہے جس نے وقت کو استعمال کیا وہ جیتا اور جس نے وقت ضائع کیا وہ ہارا۔“

قریب تر کرتا جاتا ہے اور تم اسے فرصت کی گھڑیاں سمجھتے ہو۔“ (الفضل 18 دسمبر 1995ء)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے معمولات دن بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”میرا تو یہ حال ہے کہ پاخانہ اور پیشاب پر بھی مجھے افسوس آتا ہے کہ اتنا وقت ضائع ہو جاتا ہے، یہ بھی کسی دینی کام میں لگ جائے۔ کوئی مشغول اور تصرف جو دینی کاموں میں حارج ہو اور وقت کا کوئی حصہ لے، مجھے سخت ناگوار ہے۔ جب کوئی دینی ضروری کام آپڑے تو میں اپنے اوپر کھانا، پینا اور سونا حرام کر لیتا ہوں جب تک وہ کام نہ ہو جائے۔ ہم دین کے لئے ہیں اور دین کی خاطر زندگی بسر کرتے ہیں۔ بس دین کی راہ میں ہمیں کوئی روک نہ ہونی چاہئے۔“ (ملفوظات جلد1 صفحہ 310)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں:

”وہ کیا بدقسمت انسان ہے جو اپنے وقت کو ضائع کرتا ہے۔“ (خطبات نور صفحہ 147)

آپ مزید فرماتے ہیں:

”اوقات ضائع نہ کرو۔ علوم دین میں واقفیت پیدا کر کے اس پر عمل کرو۔“ (حقائق الفرقان جلد2 صفحہ 327)

سیدنا مصلح موعود نور اللہ مرقدہٗ احمدی نوجوانوں کو اپنی عمر سے فائدہ اٹھانے کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اپنی اس عمر کو اک نعمت عظمیٰ سمجھو
بعد میں تاکہ تمہیں شکوۂ ایام نہ ہو

وقت کی قدر و قیمت کے بارہ میں حضور کے چند ارشادات پیش ہیں:

”وقت قیمتی ہوتا ہے جس نے وقت کو استعمال کیا وہ جیتا اور جس نے وقت ضائع کیا وہ ہارا۔“

(خطبہ جمعہ 15 فروری 52ء الفضل 23 فروری 1952ء ص 4)

”بیہودہ وقت ضائع کرنا روحانیت کو مارنے والی چیز ہے اور جو انسان اپنی اولاد کو اس طرح تباہ کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں کو ضائع کرنے والا ہے اور یقیناً خدا تعالیٰ کا دشمن ہے...... ایسا نکما آدمی دنیا میں ایک تو بتاؤ جو خدا کا محبوب بن گیا ہو۔ بلکہ ایک ایسا انسان تو محبّ بھی نہیں بن سکتا کیونکہ خدا تعالیٰ سے محبت بھی اسے نصیب ہو سکتی ہے جو وقت کی قدر جانتا ہو“۔

(خطبات محمود جلد 13 صفحہ 334.333)

”یہ زمانہ ٹھہرنے کا نہیں بلکہ دوڑنے اور کام کرنے کا ہے“

(خطبہ جمعہ 4/ اگست 1944ء)

”ایسے مصائب اور دکھوں کے زمانہ میں سونا موت سے کسی طرح کم نہیں۔“ (مشعل راہ جلد1 صفحہ 472)

کام مشکل ہے بہت منزلِ مقصود ہے دور
اے میرے اہل وفا سست کبھی گام نہ ہو
ہم تو جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو

سیدنا خلیفۃ المسیح الثالث نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں:

”زندگی وقت کے ایک بامقصد مصرف کا نام ہے“

(مشعل راہ جلد3 صفحہ 38)

سیدنا خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

”میرا جائزہ اور تجربہ یہ ہے کہ جب مصروف آدمی کے سپرد کام کئے جائیں تو وہ ہو جاتے ہیں۔ فارغ وقت والے آدمی کے سپرد کام کئے جائیں تو وہ نہیں ہوتے۔ کیونکہ فارغ وقت والا ہوتا ہی وہی ہوتا ہے جس کو اپنے وقت کی قیمت معلوم نہیں ہوتی اور وقت ضائع کرنا اس کی عادت بن چکا ہوتا ہے۔ اس لئے اگر فارغ وقت آدمی کو پکڑنا ہے تو رفتہ رفتہ اسے مصروف رہنا سکھانا ہوگا اور اس کے لئے

بعض دفعہ اس کے مطلب کی چیز اس کے سپرد کی جائے تو رفتہ رفتہ اس کام کی عادت پڑ جاتی ہے۔''

(الفضل 26/اپریل 1992)

سیدنا خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی زندگی غیر معمولی معمور الاوقات تھی جس کا مشاہدہ ایک دنیا نے کیا اور اس سلسلہ میں حضور کے بعض انٹرویوز بھی کئے گئے۔ جس معلوم ہوا کہ حضور اپنے وقت کا استعمال کس مہارت اور خوبصورتی سے کرتے ہیں۔ آپ نے اپنے ایک شعر میں ہمیں یہ پیغام دیا ہے کہ:

وقت کم ہے بہت ہیں کام چلو
ملگجی ہو رہی ہے شام چلو

تاریخِ عالم پر نظر دوڑانے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہمیشہ وہی اقوام کامیاب ہوتی ہیں جو اپنے وقت کے پابند ہوتی ہیں اور بعض ایسی شخصیات بھی گزری ہیں جنہیں دیکھ کر لوگ اپنی گھڑیاں درست کر لیتے تھے۔ ان میں سے حضرت قائداعظم اور حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب بھی تھے۔ حضرت چوہدری صاحب کی پابندئ وقت کی چند ایک مثالیں پیش ہیں۔

جناب سید یاور علی صاحب اقوام متحدہ میں پاکستان کے سابق مندوب کہا کرتے تھے کہ وقت کی پابندی ان کا ایسا اصول تھا کہ بلا مبالغہ چوہدری صاحب کو دیکھ کر لوگ اپنی گھڑیاں درست کر لیا کرتے تھے۔

(ماہنامہ انصاراللہ، سر ظفر اللہ خان نمبر، صفحہ 37)

آپ حضرت چوہدری صاحب کی اس خوبی کا ذکر کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں:

''چوہدری صاحب کی زندگی میں وقت کی پابندی کا عنصر بڑا حیران کن تھا۔ ان کا زندگی گزارنے کا طریق بڑا نپا تلا اور طے تھا۔ دو باتیں ان کی زندگی میں بہت اہم تھیں، وقت اور دولت کی صحیح تقسیم۔ وہ اپنا وقت اس طرح تقسیم کرتے تھے کہ ان کا وقت ان کے اپنے لئے بہت کم ہوتا تھا۔ یوں کہئے کہ ان کے پاس دوسروں کے لئے وقت، ہر وقت نکل آتا تھا۔ جتنے بھی عظیم آدمی ہیں ان کی یہ خوبی ہوتی ہے کہ وہ اپنے وقت کی منصوبہ بندی بڑی احتیاط سے کرتے تھے اور وہ ایک دن میں عام آدمی کی نسبت بہت سے کام زیادہ کر سکتے تھے''۔ (ماہنامہ انصاراللہ، سر ظفر اللہ خان نمبر، صفحہ 37)

ایک دفعہ آپ کو جسٹس انوار الحق صاحب سے لندن میں ملنا تھا۔ پونے آٹھ بجے کا وقت مقرر تھا۔ آپ کو چوہدری انور کاہلوں صاحب نے لے کر جانا تھا آپ نے سات بجے ہی چوہدری انور کاہلوں صاحب کو یاد دہانی کروانا شروع کر دی اور جب ذرا تاخیر کا اندیشہ ہونے لگا تو آپ نے چوہدری صاحب موصوف کو مخاطب ہو کر کہا وقت کی پابندی کے متعلق میری عمر بھر کی روایات تم مجھے لیٹ کروا کر توڑ دو گے۔

جناب جسٹس انوار الحق صاحب لکھتے ہیں:

''بظاہر یہ ایک چھوٹی سی بات تھی لیکن اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی کو منظّم کیا ہوا تھا۔''

(ماہنامہ انصاراللہ، سر ظفر اللہ خان نمبر، صفحہ 97)

دنیا کو تباہی سے بچانے کیلئے رمضان اور دعا کی اہمیت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

'' آج دنیا کو فسادوں سے بچانے اور تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچانے کیلئے کسی دنیاوی ساز و سامان کی ضرورت نہیں ......صرف اور صرف ایک ہتھیار کی ضرورت ہے اور وہ دعا کا ہتھیار ہے۔ پس اس رمضان میں جہاں اپنے لئے، اپنی نسلوں کے ایمان اور تعلق باللہ کے لئے دعائیں کریں وہاں اس دنیا کو تباہی سے بچانے کیلئے بھی دعائیں کریں۔''

(خطبہ جمعہ 12/اگست 2011ء بمقام بیت الفتوح لندن بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 2 تا 8 ستمبر 2011ء)

اخبار مجالس

(قیادت عمومی مجلس انصاراللہ پاکستان)

ریفریشر کورسز

31 رمارچ کو علاقہ سرگودھا کی زیر نگرانی ضلع میانوالی میں عہدیداران کا ریفریشر کورس منعقد ہوا جس میں مرکز سے مکرم عبدالسمیع خان صاحب شریک ہوئے اور ہدایات دیں۔12 عہدیداران نے شرکت کی۔

6 راپریل کو ضلع گوجرانوالہ حلقہ سادھوکی، حلقہ گرمولہ ورکاں اور مجلس گوجرانوالہ شرقی کا ریفریشر کورس منعقد ہوا مجموعی طور پر50 عہدیداران نے شمولیت کی۔

14 راپریل کو مجلس سرگودھا شہر کا ریفریشر کورس بمقام ایوان ناصر ربوہ منعقد کیا گیا جس میں کل22 عہدیداران نے شرکت کی۔

20 راپریل کو تلونڈی راہوالی ضلع گوجرانوالہ کے عہدیداران کا ریفریشر کورس منعقد ہوا کل23 عہدیداران نے شمولیت کی۔

27 راپریل کو تلونڈی کھجوروالی ضلع گوجرانوالہ کے عہدیداران کا ریفریشر کورس منعقد ہوا کل20 عہدیدران نے شمولیت کی۔

یکم مئی کو نظامت ضلع لاہور کے زیر انتظام تین مقامات (دارالذکر، بیت النور، بیت التوحید) پر ایک ریفریشر کورس تربیتی کمیٹیز مجالس کا انعقاد کیا گیا جس میں مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب قائد تربیت، مکرم حافظ برہان الدین صاحب، مکرم جاوید احمد جاوید صاحب، مکرم مظفر احمد درانی صاحب اور مکرم تبسم مقصود صاحب نے شرکت کی۔ مجموعی حاضری102 اراکین رہی

6 رمئی کو ضلع لاہور کے زیر انتظام 5 مقامات (دارالذکر، بیت النور، شاہدرہ ٹاؤن، سمن آباد، ٹاؤن شپ) پر ریفریشر کورس برائے منتظمین عمومی وزعماء حلقہ جات کا اہتمام کیا گیا۔ مرکز سے مکرم نائب صدر اول، خاکسار قائد عمومی، مکرم مظفر احمد درانی صاحب نائب قائد تربیت اور مکرم عبدالسمیع خان صاحب نے شرکت کی۔5 مقامات پر حاضری156 عہدیداران رہی۔

13 رمئی کو ضلع حیدرآباد میں نائب ناظمین تعلیم و تعلیم القرآن کا ریفریشر کورس ہوا مرکز سے مکرم سید قمر سلیمان صاحب قائد تعلیم نے ہدایات دیں۔20 عہدیداران نے شمولیت کی۔

14 رمئی کو ضلع کراچی میں نائب ناظمین تعلیم و تعلیم القرآن کا ریفریشر کورس ہوا جس مکرم سید قمر سلیمان صاحب قائد تعلیم نے شرکت کی اور ہدایات دیں۔45 عہدیداران نے شمولیت کی۔

16 رمئی کو مجلس انصاراللہ ربوہ کے حلقہ جات کے عہدیداران کا ریفریشر کورس منعقد ہوا جس میں **محترم ڈاکٹر عبدالخالق خالد** صاحب اور قائد عمومی نے شعبہ جات کے بارہ میں ہدایات دیں۔کل104 عہدیداران نے شمولیت کی۔

22 رمئی کو علاقہ نواب شاہ کے عہدیداران کے ساتھ بیت الذکر نواب شاہ میں ریفریشر کورس و میٹنگ کا انعقاد ہوا جس میں 47 عہدیداران نے شرکت کی۔ مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان نے شرکت کر کے گزشتہ کارکردگی کا جائزہ لے کر آئندہ کیلئے ہدایات دیں۔

22 رمئی کو مجلس فیصل ٹاؤن لاہور کا ریفریشر کورس مرکز میں منعقد ہوا اس میں مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نائب صدر اول، مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب قائد تربیت اور قائد عمومی نے ضروری امور کی طرف توجہ دلائی۔ وفد نے مکرم ناظر صاحب اعلیٰ، مکرم وکیل صاحب اعلیٰ اور مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب سے ملاقات کی۔ وفد میں کل20 عہدیداران شامل تھے۔

24 رمئی کو علاقہ میرپور خاص کے عہدیداران اور زعماء مجالس کے ساتھ میرپور میں میٹنگ ہوئی۔ محترم صدر مجلس انصاراللہ پاکستان نے 3 اضلاع کی عاملہ اور علاقہ کی مساعی کا جائزہ لے کر ضروری تنظیمی امور کی طرف توجہ دلائی۔ مجموعی حاضری 34 رہی۔ اسی روز حیدرآباد میں اضلاع حیدرآباد اور بدین کے زعماء اور عہدیداران کے ساتھ بھی میٹنگ ہوئی جس مختلف امور کی طرف توجہ دلائی گئی۔ حاضری عہدیداران34 رہی۔

25 رمئی کو بیت الحمد گلشن جامی کراچی میں 4 مجالس کے زعماء اور اراکین عاملہ کا ریفریشر کورس منعقد ہوا۔ زعماء نے 5 ماہ کی کارکردگی کا شعبہ وار جائزہ پیش کرتے ہوئے اپنی عاملہ کا تعارف بھی کروایا۔ مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان نے ہدایات دیں۔ حاضری 61 رہی۔

26 رمئی کو 5 مجالس ضلع کراچی کی عاملہ انصاراللہ کے ساتھ ایک اجلاس بیت الرحیم میں منعقد ہوا جس میں زعماء مجالس نے اپنی پانچ ماہ کی کارکردگی شعبہ وار پیش کی اور مکرم صدر مجلس انصاراللہ پاکستان نے گزشتہ عرصہ میں جن شعبوں میں کمی رہی اس کی طرف توجہ دلائی گئی۔ 70 عہدیداران شریک ہوئے۔

27 رمئی کو ضلع مظفرگڑھ میں ضلعی عہدیداران اور زعماء کرام کی میٹنگ و ریفریشر کورس منعقد ہوا جس میں مکرم مظفر احمد درانی صاحب نے شمولیت کی۔ کل حاضری 14 رہی۔

27 رمئی کو ضلع ڈیرہ غازی خان میں میٹنگ و ریفریشر کورس منعقد ہوا۔ مرکز سے مکرم محمد محمود طاہر صاحب نے شرکت کی اور ہدایات دیں۔ کل حاضری 30 رہی۔

27 رمئی کو راجن پور شہر میں ضلعی عاملہ، عہدیداران اور زعماء کرام کے ساتھ میٹنگ و ریفریشر کورس ہوا۔ مرکز سے خاکسار قائد عمومی نے شرکت کی اور شعبہ جات کا جائزہ لے کر ہدایات دیں۔ حاضری 22 رہی۔

27 رمئی کو ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کا ریفریشر کورس نظامت علاقہ کے تحت ہوا مرکز سے مکرم حافظ برہان محمد خان صاحب نے شرکت کی اور ضروری امور کی طرف توجہ دلائی نیز مکرم عظمت حسین شہزاد صاحب ناظم علاقہ نے بھی شعبہ جات کے بارہ میں توجہ دلائی۔ کل 50 عہدیداان نے شرکت کی۔

27 رمئی کو ضلع کراچی کی مجالس کی تربیتی کمیٹیز کا ریفریشر کورس احمدیہ ہال میں منعقد ہوا۔ جس میں مکرم صدر مجلس انصاراللہ پاکستان نے کارکردگی کا جائزہ پیش کر کے ضروری تربیتی اور تنظیمی امور کی طرف توجہ دلائی۔ کل حاضری 84 رہی۔

27 رمئی کو بیت الرحمٰن کلفٹن میں زعماء اعلیٰ اور ضلعی عاملہ کے ممبران کے ساتھ میٹنگ ہوئی۔ جس میں مکرم صدر مجلس انصاراللہ پاکستان نے زعامت ہائے علیاء اور ضلعی کارکردگی کا جائزہ پیش کر کے ہدایات پر عمل کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نائب صدر اول نے بھی ہدایات دیں۔ اجلاس میں حاضری 47 رہی۔

تربیتی اجتماع و اجلاسات

23 راپریل کو مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ کے انصار کی سالانہ تقریب آمین محترم صدر مجلس انصاراللہ پاکستان کی زیرصدارت منعقد ہوئی۔ جس میں مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب قائد تربیت نے تربیت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی بعدازاں صدر مجلس نے انعامات تقسیم کئے اور دعا کروائی۔

30 راپریل کو مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ کے زیرانتظام ایک سیمینار تعلیم القرآن کا انعقاد کیا گیا جس میں مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب اور مکرم مولانا عبدالسمیع خان صاحب نے شرکت کی اور قرآن کریم کی عظمت و شان اور تلاوت و ترجمہ سیکھنے کے بارہ میں ہدایات دیں۔ سیمینار میں دارالنصر اور دارالیمن بلاک کے 95 انصار نے شرکت کی۔

23 رمئی کو بعد مغرب وعشاء نواز آباد فارم میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان نے احباب جماعت کو اطاعت امام کی طرف توجہ دلائی۔

24 رمئی کو بعد نماز مغرب وعشاء بمقام دارالنصر ہاؤسنگ سوسائٹی مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ جس میں صدر محترم نے داعیان الی اللہ کے سوالات کے جوابات دیئے۔ جس میں 92 حاضری رہی۔ پروگرام کے آغاز سے قبل احباب کے لئے نفلی روزہ کی افطاری کا انتظام کیا گیا تھا۔

26 رمئی بعد نماز مغرب ڈیرہ غازی خان حلقہ رکن آباد میں جلسہ یوم خلافت منایا گیا جس میں مرکز سے مکرم محمد محمود طاہر صاحب معاون صدر نے تقریر کی۔ کل حاضری 52 رہی۔

26 رمئی کو ضلع مظفرگڑھ میں یوم خلافت کے حوالے سے ایک پروگرام کا انعقاد کیا گیا جس میں مکرم مظفر احمد درانی صاحب نے شرکت کی۔ حاضری 22 رہی۔

26 رمئی کو راجن پور شہر میں جلسہ یوم خلافت منایا گیا۔ مرکز

سے خاکسار قائد عمومی نے شرکت کی اور خلافت کی اہمیت و برکات بیان کیں۔ حاضری 32 رہی۔ **27 رمئی** کو نماز فجر کے بعد بستی اللہ داد میں یوم خلافت کا پروگرام منعقد ہوا اور سوال و جواب ہوئے۔ حاضری 53 رہی۔

27 رمئی کو احمدیہ ہال میں ضلع کراچی کی مجالس نے یوم خلافت کے حوالے سے خلفاء کی حسین یادوں کا تذکرہ کیا گیا جس میں مکرم و محترم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان نے بھی شمولیت کی کل حاضری 84 رہی۔

میڈیکل کیمپس

5 دسمبر 2011ء کو نظامت ضلع ساہیوال کے زیر انتظام 218 احمدی گھرانوں اور 934 غیر از جماعت گھرانوں میں دوائی تقسیم کی گئی۔

مارچ میں مجلس دارالسلام لاہور کے زیر انتظام 3/اپریل کو 1 میڈیکل کیمپ لگایا گیا۔ نیز ایک فری ڈسپنسری بھی قائم ہے۔

6/اپریل کو مجلس فضل عمر فیصل آباد کے زیر انتظام ایک میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا جس میں کل 99 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

13/اپریل کو مجلس کریم نگر فیصل آباد کے زیر انتظام محلّہ غازی آباد کچی آبادی میں ایک فری میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا جس میں 55 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

13/اپریل کو مجلس دارالحمد مسعود آباد فیصل آباد کے زیر انتظام حلقہ مظفر کالونی میں فری میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا مجموعی طور پر کیمپ سے 54 مریضوں نے استفادہ کیا۔

15/اپریل کو مجلس شمالی چھاؤنی لاہور کے زیر انتظام گلدشت ٹاؤن میں 55 مریضوں کا معائنہ کیا گیا۔ 16,000 کی ادویات تقسیم کی گئیں۔

4 رمئی کو مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ کو چک 38 ضلع سرگودھا میں میڈیکل کیمپ لگانے کی توفیق ملی۔ 80 مریضوں کا علاج کیا گیا

9 رمئی کو مجلس سرگودھا شہر کے زیر انتظام بمقام بچہ کلاں 220 مریضوں کا علاج ہوا جس میں 5500 کی ادویات تقسیم کی گئیں۔

11 رمئی کو مجلس انصاراللہ ربوہ کے زیر انتظام کوٹلہ راموضلع چنیوٹ میں ایک میڈیکل کیمپ کا انعقاد کیا گیا جس میں 150 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

20 رمئی کو شمالی چھاؤنی ضلع لاہور کے زیر انتظام گلدشت ٹاؤن میں 60 مریضوں کا معائنہ کر کے ادویات فراہم کی گئیں کل 3000 کی ادویات استعمال کی گئیں۔

نظامت ضلع میرپورخاص کی 20 مجالس کے 80 انصار نے 180 من گندم غرباء میں تقسیم کی۔

مجلس انصاراللہ ماڈل کالونی کو ماہ اپریل میں کل 4 میڈیکل کیمپس لگانے کی توفیق ملی۔ 1154 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

اپریل میں حلقہ ناصر آباد جنوبی ربوہ کو کل 2 میڈیکل کیمپس لگانے کی توفیق ملی جن میں مجموعی طور پر 127 مریضوں کا علاج کو بعد معائنہ ادویات دی گئیں۔

مئی میں ضلع میرپور آزاد کشمیر کے زیر انتظام 202 خاندانوں میں دوائی تقسیم کی گئی۔

وقار عمل

یکم اپریل کو مجلس کریم نگر فیصل آباد کے زیر انتظام ایک اجتماعی وقار عمل کا اہتمام کیا گیا جس میں 32 انصار نے شمولیت کی دوران وقار عمل قبرستان میں قبروں پر مٹی ڈال کر ٹھیک کیا گیا۔

13/اپریل کو مجلس دارالحمد مسعود آباد فیصل آباد کے زیر انتظام ایک وقار عمل کا اہتمام کیا گیا جس میں تمام حلقہ جات نے اپنے اپنے حلقہ میں اور گھروں کے سامنے صفائی کی۔ مجموعی طور پر 4 حلقہ جات کے 39 انصار نے شمولیت کی۔

15/اپریل کو مجلس دارالنور فیصل آباد کے زیر انتظام ایک اجتماعی وقار عمل کا اہتمام کیا گیا۔ کل 49 احباب نے شمولیت کی۔

ذہانت و صحت جسمانی

یکم اپریل کو مجلس فیصل ٹاؤن لاہور کو ایک پکنک اور سالانہ سپورٹس ریلی کے انعقاد کی توفیق ملی۔ ریلی میں مقابلہ رسہ کشی، گولہ پھینکنا، کلائی پکڑنا، 100 میٹر دوڑ اور پیدل چلنے کے مقابلہ جات کروائے گئے۔ پروگرام میں 131 افراد نے شمولیت کی۔

15/اپریل کو نظامت ضلع میرپورخاص کے اراکین عاملہ نے پکنک کا اہتمام کیا کل 20 اراکین عاملہ نے شمولیت کی۔

21/اپریل کو مجلس انصاراللہ کوارٹرز تحریک جدید ربوہ نے ایک

پکنک بیوت الحمد پارک میں منعقد کی جس میں 23 انصار شامل ہوئے۔ بعدۂ جلسہ سیرت النبیؐ بھی منعقد کیا گیا۔

6رمئی کو مجلس ناصر آباد جنوبی ربوہ کی مجلس عاملہ نے ایک پکنک بمقام بیوت الحمد کا اہتمام کیا جس میں ایک لیکچر ہومیو پیتھک ڈاکٹر صاحب نے دیا اور بعد ازاں مقابلہ جات کروائے گئے۔ 20 اراکین عاملہ نے شرکت کی۔

13رمئی کو مجلس بھاٹی گیٹ لاہور کی پکنک بمقام جلو پارک لاہور میں منعقد کی گئی جس میں کل 25 انصار نے شرکت کی۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلہ کے خواہشمند متوجہ ہوں

جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلہ (اللہ نے چاہا تو) میٹرک/ایف اے کے نتیجہ کے بعد ہوگا۔ جو بچے بھی بطور واقف زندگی جامعہ میں داخل ہونے کے خواہش رکھتے ہوں ان کو داخلہ کی تیاری کیلئے درج ذیل باتوں پر خاص توجہ دینی چاہئے۔

1۔ پانچوں نمازیں باقاعدہ ادا کریں۔　2۔ روزانہ باقاعدگی کے ساتھ تلاوت قرآن کریم کریں۔

3۔ قرآن کریم ناظرہ درست تلفظ کے ساتھ سیکھیں۔　4۔ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ملفوظات میں سے کچھ حصہ روزانہ پڑھیں۔ نیز روزنامہ الفضل کے پہلے صفحہ کو بھی ضرور پڑھیں۔

5۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا MTA پر خطبہ جمعہ باقاعدگی سے سنیں۔

6۔ MTA پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جامعہ احمدیہ کے طلبہ کے ساتھ کلاسیں دیکھیں اور سنیں۔

7۔ مقامی جماعت میں ہونے والے درس ضرور سنیں۔　8۔ بنیادی جماعتی تاریخ سے واقفیت ضرور حاصل کریں۔

9۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان اور خلفاء کے متعلق معلومات خاص طور پر حاصل کریں۔

10۔ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی شائع کردہ کتب ''دینی معلومات'' اور ''معلومات'' کو اچھی طرح پڑھ لیں تاکہ اس میں سے کوئی سوال پوچھنے پر جواب دے سکیں۔

11۔ روزنامہ الفضل باقاعدگی سے پڑھیں۔

12۔ پانچ بنیادی اخلاق (سچ کی عادت، نرم اور پاک زبان کا استعمال، وسعت حوصلہ، ہمدردی خلق اور مضبوط عزم و ہمت) پر کاربند ہوں۔

13۔ قناعت کی عادت ڈالیں۔　14۔ اردو زبان کا بنیادی علم حاصل کریں۔ جماعتی رسائل، ماہنامہ خالد، تشحیذ الاذہان وغیرہ باقاعدگی سے پڑھیں۔

15۔ آپس میں اردو بول چال کی مشق کریں۔　16۔ اردو کے علاوہ انگریزی اخبارات بھی دیکھنے کی عادت ڈالیں۔

17۔ انگریزی اخبار میں سے کوئی خبر پڑھ کر سنانے کی مشق کریں۔ 18۔ میٹرک تک کی انگلش اور گرائمر کو پختہ کریں۔

19۔ میٹرک تک کی عربی کا بنیادی علم حاصل کریں۔

(وکیل التعلیم تحریک جدید انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان)

مجالس کی مساعی

وقارعمل ضلع ساہیوال

تفریحی پروگرام شالامار ٹاؤن لاہور، بمقام شالامار باغ

پکنک ضلعی عاملہ فیصل آباد، بمقام کلر کہار

سال 2011ء میں مجلس ماڈل کالونی کراچی کی تیسری پوزیشن آنے پر صدر محترم مجلس انصاراللہ کے ساتھ گروپ فوٹو

Editor:
Ahmad Tahir Mirza
Ph: 047-6212982
Fax: 047-6214631
Cell: 0336-7700250

Monthly
Ansarullah

C. Nagar

Regd #: FR - 8

ansarullahpakistan@gmail.com
magazine@ansarullahpk.org

WAFAA 1391, JULY 2012

تقویٰ، صبر، توکّل، ثبات قدم، دعا اور استغفار سے کام لیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ فتح کے نظارے جلد تر دیکھیں گے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 6/اپریل 2012ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

''خدا تعالیٰ کے ہاں شاید دیر تو ہو اندھیر نہیں ہے اور یقیناً یہ لوگ اپنے عبرتناک انجام کو پہنچیں گے۔ جماعت کو نقصان پہنچانے کی ان کی جو حسرت وخواہش ہے، اُس میں یہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جماعت انشاء اللہ تعالیٰ ترقی کرتی چلی جائے گی۔ احمدیت کا دوصد ممالک میں پھیل جانا انہی جانی قربانی کرنے والوں کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ پس احمدیوں کو ہر قربانی کے نتیجے میں اس بات پر اور زیادہ پختہ ہونا چاہئے کہ یہ ہماری ترقی کے دن قریب کر رہی ہے۔ جتنی بڑی قربانی ہے اتنی زیادہ جلد اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی امید ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کو یاد رکھیں...... وَلَاتَھِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ (آل عمران: 140) اور تم کمزوری نہ دکھاؤ، نہ غم کرو اور تم ہی بالا ہو گے اگر تم مومن ہو۔ پس اپنے ایمانوں کی حفاظت کرنا ہمارا فرض ہے۔

پس ہر شہادت ہر قربانی ہمارے ایمان میں ترقی کا باعث بنی چاہئے اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل انشاء اللہ تعالیٰ کس طرح نازل ہوتے ہیں۔...... صبر اور دعا ہی ہمارے ہتھیار ہیں۔ اس کا صحیح استعمال ہر احمدی کرے تو پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کس تیزی سے نازل ہوتے ہیں۔ ابھی بھی اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں اور ہماری دعاؤں سے کہیں زیادہ بڑھ کر پھل ہمیں عطا فرما رہا ہے۔...... انشاء اللہ تعالیٰ دشمن کے منصوبے ہوا ہو جائیں گے۔ دشمن کی حسرت کبھی پوری نہیں ہو گی کہ وہ جماعت کو ختم کر سکے۔ ہاں ان لوگوں کے کونے آہستہ آہستہ کٹتے رہیں گے اور کٹ رہے ہیں اور ان میں سے ہی سعید فطرت جماعت احمدیہ میں شامل ہوتے چلے جائیں گے۔ پس ہر قربانی ہمیں اس طرف توجہ دلاتی ہے اور دلانی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری اقلیت کو اکثریت میں بدلنے کیلئے ہم سے ایک اور چھلانگ لگوائی ہے اور قدوس شہید جیسی قربانیاں تو سینکڑوں چھلانگیں لگوانے کا باعث بنتی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ بنیں گی۔ ہمارا ردِعمل نہ مایوسی ہے، نہ شدت پسندی۔...... پس کون ہے جو ہمارے سے ہماری اس تقدیر کو چھین سکے جس کا خدا تعالیٰ نے فیصلہ کر لیا ہے۔ ہمیں دعا کرنی چاہئے کہ ہماری بے صبری، ہمارے ایمان کی کمزوری ہم سے اُن کامیابیوں کو دور نہ کر دیں جو مقدر ہیں۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ جماعت احمدیہ نے ملک کے بنانے میں بھی اور اس کی تعمیر و ترقی میں بھی کردار ادا کیا ہے۔ اور قربانیاں بھی دی ہیں۔ آج بھی ملک کو احمدیوں کی دعائیں ہی بچا رہی ہیں اور بچا سکتی ہیں۔ ہم اپنے بڑوں کی قربانیوں کو جو انہوں نے ملک کیلئے دیں ان دکھوں، تکلیفوں اور شہادتوں کی وجہ سے ضائع نہیں کریں گے۔ انشاء اللہ۔ پس ان ظلموں کو ختم کرنے کا ایک ہی علاج ہے۔ اس ملک کو بچانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ پہلے سے زیادہ خدا تعالیٰ کے حضور جھک کر اُس کا فضل مانگیں۔...... تقویٰ، صبر، توکّل، ثباتِ قدم، دعا اور استغفار سے کام لیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ فتح کے نظارے جلد تر دیکھیں گے۔''

(خطبہ جمعہ 6/اپریل 2012ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 27/اپریل تا 3/مئی 2012ء)